ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: نصیر احمد قمر

جلد 25 | جمعۃ المبارک 01/جون 2018ء | 16 رمضان 1439 ہجری قمری ❁ 01/احسان 1397 ہجری شمسی | شمارہ 22

روزہ ڈھال ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”روزہ ڈھال ہے۔ پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے، نہ شور و شر کرے۔ اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے کہ مَیں روزہ سے ہوں“۔

(بخاری کتاب الصوم)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اَلۡقَصِیۡدَۃُ لِکُلِّ قَرِیۡحَۃٍ سَعِیۡدَۃٍ

ہر سعید فطرت کے لئے ایک قصیدہ

اَرٰی سَیۡلَ اٰفَاتٍ قَضَاھَا الۡمُقَدِّرُ — وَفِی الۡخَلۡقِ سَیِّاٰتٌ تُذَاعُ وَتُنۡشَرُ

میں ان آفات کے سیلاب کو دیکھ رہا ہوں جن کو تقدیر جاری کرنے والے خدا نے مقدّر کیا ہے اور مخلوق میں ایسی برائیاں (موجود) ہیں جو پھیلائی اور نشر کی جارہی ہیں۔

وَفِیۡ کُلِّ طَرۡفٍ نَارُ شَرٍّ تَأَجَّجَتۡ — وَفِیۡ کُلِّ قَلۡبٍ قَدۡ تَرَائَی التَّحَجُّرُ

اور ہر طرف آتشِ فساد و شر بھڑک اُٹھی ہے اور ہر ایک دل میں قساوت ظاہر ہوگئی ہے۔

وَقَدۡ زُلۡزِلَتۡ مِنۡ ھٰذِہِ الرِّیۡحِ دَوۡحَۃٌ — تُظِلُّ بِظِلٍّ ذِیۡ شِفَاءٍ وَّتُثۡمِرُ

اور اس ہوا سے وہ درخت ہل گیا ہے جو شفا بخش اور سایہ دینے والا اور ثمردار تھا۔

اَرٰی کُلَّ مَحۡجُوۡبٍ لِدُنۡیَاہُ بَاکِیًا — فَمَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَبۡکِیۡ لِدِیۡنٍ یُّحَقَّرُ

میں دیکھتا ہوں کہ ہر غافل اپنی دنیا کے لئے رو رہا ہے۔ پس کون ہے جو دین کے لئے روئے جس کی تحقیر کی جارہی ہے۔

وَلِلدِّیۡنِ اَطۡلَالٌ اَرَاھَا کَلَاھِفٍ — وَدَمۡعِیۡ بِذِکۡرِ قُصُوۡرِہٖ یَتَحَدَّرُ

اور دین کے کھنڈرات ہو چکے ہیں جنہیں میں غم زدہ کی طرح دیکھ رہا ہوں اور میرے آنسو اس کے محلّات کی یاد میں بہہ رہے ہیں۔

تَرَاءَتۡ غَوَایَاتٌ کَرِیۡحٍ مُّجِیۡحَۃٍ — وَاَرۡخٰی سَدِیۡلَ الۡغَیِّ لَیۡلٌ مُّکَدِّرُ

بیخ کنی کرنے والی ہوا کی طرح گمراہیاں ظاہر ہوگئی ہیں اور اندھیری رات نے ضلالت کا پردہ لٹکا دیا ہے۔

اَرٰی ظُلُمَاتٍ لَّیۡتَنِیۡ مِتُّ قَبۡلَھَا — وَذُقۡتُ کُئُوۡسَ الۡمَوۡتِ اَوۡ کُنۡتُ اُنۡصَرُ

میں تاریکیاں دیکھتا ہوں۔ کاش میں ان سے پہلے ہی مر جاتا اور موت کے پیالے چکھ لیتا یا پھر میں نصرت دیا جاتا۔

تَھُبُّ رِیَاحٌ عَاصِفَاتٌ کَاَنَّھَا — سِبَاعٌ بِاَرۡضِ الۡھِنۡدِ تَعۡوِیۡ وَتَزۡءَرُ

تند ہوائیں اس طرح چل رہی ہیں گویا کہ وہ ہند کی سرزمین میں درندے ہیں جو چیخ اور دھاڑ رہے ہیں۔

اَرَی الۡفَاسِقِیۡنَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ وَزُمۡرَھُمۡ — وَقَلَّ صَلَاحُ النَّاسِ وَالۡغَیُّ یَکۡثُرُ

میں بدکار مفسدوں اور ان کے گروہوں کو ہی دیکھ رہا ہوں اور لوگوں کی نیکی کم ہوگئی اور گمراہی بڑھ گئی ہے۔

اَرٰی عَیۡنَ دِیۡنِ اللّٰہِ مِنۡھُمۡ تَکَدَّرَتۡ — بِھَا الۡعِیۡنُ وَالۡاٰرَامُ تَمۡشِیۡ وَتَعۡبُرُ

میں دیکھتا ہوں کہ اللہ کے دین کا چشمہ ان کی وجہ سے مکدّر ہو گیا ہے اور اس میں نیل گائے اور ہرن چل رہے ہیں اور اسے عبور کر رہے ہیں (یعنی اس کا والی وارث کوئی نہیں رہا)

اَرَی الدِّیۡنَ کَالۡمَرۡضٰی عَلَی الۡاَرۡضِ رَاغِمًا — وَکُلُّ جَھُوۡلٍ فِی الۡھَوٰی یَتَبَخۡتَرُ

میں دین کو مریضوں کی طرح زمین پر خاک آلود پاتا ہوں اور ہر ایک جاہل ہوائے نفس میں مٹک مٹک کر چل رہا ہے۔

وَمَا ھَمُّھُمۡ اِلَّا لِحَظِّ نُفُوۡسِھِمۡ — وَمَا جُھۡدُھُمۡ اِلَّا لِعَیۡشٍ یُّوَفَّرُ

اور ان کا تمام فکر ان کے حظِّ نفس کے لئے ہی ہے اور ان کی ساری کوشش صرف ایسی عیش کے لئے ہی ہے جسے بڑھایا جائے۔

نَسُوۡا نَھۡجَ دِیۡنِ اللّٰہِ خُبۡثًا وَّغَفۡلَۃً — وَقَدۡ سَرَّھُمۡ بَغۡیٌ وَّفِسۡقٌ وَّمَیۡسِرُ

وہ خباثت اور غفلت سے اللہ کے دین کی راہ کو بھول گئے ہیں اور انہیں سرکشی، بدکاری اور قمار بازی پسند آ گئی ہے۔

فَلَمَّا طَغَی الۡفِسۡقُ الۡمُبِیۡدُ بِسَیۡلِہٖ — تَمَنَّیۡتُ لَوۡ کَانَ الۡوَبَاءُ الۡمُتَبِّرُ

جب تباہ کن بدی کے سیلاب میں طغیانی آ گئی تو میں نے آرزو کی کہ مہلک وبا آ جائے۔

فَاِنَّ ھَلَاکَ النَّاسِ عِنۡدَ اُولِی النُّھٰی — اَحَبُّ وَاَوۡلٰی مِنۡ ضَلَالٍ یُّدَمِّرُ

کیونکہ عقلمندوں کے نزدیک لوگوں کا ہلاک ہو جانا تباہ کرنے والی گمراہی سے زیادہ پسندیدہ اور بہتر ہے۔

صَبَرۡنَا عَلٰی ظُلۡمِ الۡخَلَائِقِ کُلِّھِمۡ — وَلٰکِنۡ عَلٰی سَیۡلِ الشَّقَا لَا نَصۡبِرُ

ہم نے تمام لوگوں کے ظلم پر صبر کیا ہے لیکن ہم بدبختی کے سیلاب پر صبر نہیں کر سکتے۔

وَقَدۡ ذَابَ قَلۡبِیۡ مِنۡ مَّصَائِبِ دِیۡنِنَا — وَاَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ وَاُبۡصِرُ

اور اپنے دین کے مصائب سے میرا دل پگھل گیا ہے اور میں وہ کچھ جانتا اور دیکھتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

وَبَثِّیۡ وَحُزۡنِیۡ قَدۡ تَجَاوَزَ حَدَّہٗ — وَلَوۡلَا مِنَ الرَّحۡمٰنِ فَضۡلٌ اُتَبَّرُ

اور میرا غم و اندوہ اپنی حد سے بڑھ گیا ہے اور اگر خدائے رحمان کا فضل نہ ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا۔

وَعِنۡدِیۡ دُمُوۡعٌ قَدۡ طَلَعۡنَ الۡمَاٰقِیَا — وَعِنۡدِیۡ صُرَاخٌ لَّا یَرَاہُ الۡمُکَفِّرُ

اور میرے آنسو گوشہ ہائے چشم سے باہر نکل آئے ہیں اور میں ایسی چیخ و پکار کرتا ہوں جسے مکفّر نہیں دیکھتا۔

وَلِیۡ دَعَوَاتٌ یَّصۡعَدَنَّ اِلَی السَّمَاءِ — وَلِیۡ کَلِمَاتٌ فِی الصَّلَایَۃِ تَقۡعَرُ

اور میری دعائیں ایسی ہیں جو آسمان پر جاتی ہیں اور میرے کلمات پتھر میں اثر کرتے ہیں۔

وَاُعۡطِیۡتُ تَأۡثِیۡرًا مِّنَ اللّٰہِ خَالِقِیۡ — فَتَأۡوِیۡ اِلٰی قَوۡلِیۡ جَنَانٌ مُّطَھَّرُ

اور مجھے اپنے خالق خدا کی طرف سے تاثیر بخشی گئی ہے۔ پس پاک دل میرے قول کی طرف پناہ لیتا ہے۔

وَاِنَّ جَنَانِیۡ جَاذِبٌ بِصَفَائِہٖ — وَاِنَّ بَیَانِیۡ فِی الصُّخُوۡرِ یُؤَثِّرُ

اور بے شک میرا دل اپنے صاف ہونے کی وجہ سے جاذب ہے اور بلاشبہ میرا بیان چٹانوں میں بھی اثر کرتا ہے۔

حَفَرۡتُ جِبَالَ النَّفۡسِ مِنۡ قُوَّۃِ الۡعُلٰی — فَصَارَ فُؤَادِیۡ مِثۡلَ نَھۡرٍ تُفَجَّرُ

میں نے خداداد طاقت سے نفس کے پہاڑوں کو کھودا ہے پس میرا دل نہر کی طرح ہو گیا ہے جو جاری کی جاتی ہے۔

....(خطبہ الہامیہ مع اردو ترجمہ صفحہ 181 تا 184۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

❁...مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ یکم مئی 2018ء بروز منگل نمازِ ظہر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرمہ نذیراں بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد یوسف خان صاحب مرحوم (وانڈز ورتھ۔یُوکے) کی **نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

مکرمہ نذیراں بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد یوسف خان صاحب مرحوم (وانڈز ورتھ۔یوکے)

18/اپریل 2018ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کا تعلق لدھیانہ سے تھا اور شادی کے بعد پشاور آ گئی تھیں۔لجنہ اماء اللہ پشاور میں سیکرٹری مال اور سیکرٹری اشاعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔علاوہ ازیں علاقائی صدر لجنہ کے ساتھ دورہ جات پر بھی جایا کرتی تھیں۔صوم وصلوۃ کی پابند، تہجد گزار، با اخلاق، بہت نیک اور صالحہ خاتون تھیں۔ رمضان میں اعتکاف بھی بیٹھا کرتی تھیں۔1991ء میں یُوکے شفٹ ہوگئی تھیں۔یہاں آ کر بھی جماعتی خدمات بجالاتی رہیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں تین بیٹیاں اور تین بیٹے اور کثیر تعداد میں پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم مبارک احمد صاحب پشاوری (کارکن بُک شاپ مسجد فضل لندن) کی والدہ تھیں۔

نماز جنازہ غائب:

1۔مکرم ڈاکٹر مبارک محمود برلاس صاحب (لاہور)

15/مارچ 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ حضرت مرزا برکت علی صاحب کے پوتے ہیں جنہیں کانگڑہ کے زلزلہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر کے آپ کے صحابہ میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔آپ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔غریب پرور، مہمان نواز، بہت حلیم طبع، تقویٰ شعار، دعا گو، اور عبادت گذار انسان تھے۔ جماعتی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔وصیت کا چندہ باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتے تھے۔خدا تعالیٰ پہ توکّل غیر معمولی تھا۔اپنی اولاد کی احسن رنگ میں تربیت کی توفیق پائی۔خلافت کے ساتھ گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔رحمی رشتہ داروں سے بہت پیار کا سلوک تھا۔تمام چندے باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتے تھے۔مرحوم موصی تھے۔

2۔مکرم سلیم احمد شریفی صاحب (ساہیوال)

24/فروری کو 77 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا حضرت سید عظیم شاہ صاحبؓ کے ذریعہ ہوا۔مرحوم جوانی سے ہی عبادت گزار اور تہجد کے پابند تھے۔نہایت درد اور الحاح سے ہر ایک کے لئے دعا کرنے والے تھے۔خلافت سے گہری وابستگی تھی۔خطبات کو باقاعدگی کے ساتھ بڑی محبت سے سنتے تھے۔چندوں میں باقاعدہ تھے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں 4 بیٹے اور 2 بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

3۔مکرم کامران الحق صاحب ابن مکرم احسان الحق خان صاحب (لاہور)

2/دسمبر 2017ء کو 51 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم بہت اچھے اخلاق کے مالک، رحم دل اور بے ضرر انسان تھے۔طبیعت میں عاجزی پائی جاتی تھی۔اپنے حلقہ میں بطور سائق خدمت کی توفیق پائی۔

4۔مکرم محمود احمد باجوہ صاحب ابن مکرم ثناء اللہ باجوہ صاحب (دارالفضل ربوہ)

یکم دسمبر 2017ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ چک نمبر p-46 رحیم یار خان میں عرصہ 20 سال تک مقیم رہے۔1947ء کے ہنگامی حالات میں مخالفین کی طرف سے بہت سی تکلیفیں دی گئی اور نقصان پہنچایا گیا مگر آپ ثابت قدم رہے۔چندہ جات میں پہل کیا کرتے تھے۔ذریعہ معاش کاشتکاری تھا۔ آپ مکرم لقمان احمد کشور صاحب انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کے ماموں تھے۔

5۔مکرم چوہدری محمد حنیف صاحب المعروف حنیف لاہوریا (دارالرحمت وسطی ربوہ)

27/دسمبر 2017ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کے نانا حضرت حکیم رحمت اللہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔آپ کو قادیان سے بہت لگاؤ تھا۔چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے۔غریبوں اور مسکینوں کی خفیہ طور پر مدد کیا کرتے تھے۔

6۔مکرم ماسٹر محمد اسلم تنویر صاحب ابن مکرم غلام محمد صاحب (گوجرانوالہ)

12 جنوری 2018ء کو 72 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کا تعلق دیندار اور مخلص فیملی سے تھا۔سلسلہ اور خلافت سے محبت کرنے والے تھے۔جب بھی انہیں کوئی ذمہ داری دی گئی اسے احسن طریق سے نبھایا۔آخری ایام میں وقف عارضی کر کے خدمت بجالا رہے تھے۔

7۔مکرمہ تاج بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری صادق علی سندھو صاحب (ربوہ)

27 جنوری 2018ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔آپ کو بطور صدر لجنہ اماء اللہ باہمنی ضلع فیصل آباد خدمت کی توفیق ملی۔

8۔مکرم حفیظ احمد ججہ صاحب (نصیر آباد رحمٰن ربوہ)

26 جنوری 2018ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نابینا تھے اور مجلس نابینا کے فعّال رکن تھے۔باجماعت نمازوں کے پابند اور مالی قربانی کرنے والے بڑے صابر وشاکر انسان تھے۔ اپنا کام خود کیا کرتے تھے۔چار پائی، اور کرسی بننے کا ہنر جانتے تھے۔گرنے کی وجہ سے ریڑھ کی ہڈی پر چوٹ آئی پھر سنبھل نہ سکے۔

9۔مکرم محمود خاں رانا صاحب ایڈوکیٹ (دارالعلوم وسطی ربوہ)

30 دسمبر 2017ء کو 68 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے تین سال بطور صدر محلہ خدمت کی توفیق پائی۔آپ نے اپنی پیشہ وارانہ زندگی کا سارا عرصہ ربوہ میں گزارا۔مقامی عدالت میں کام کے علاوہ قضاء ربوہ کیلئے بھی اپنی خدمات باقاعدگی سے پیش کرتے رہے۔خلافت کے ساتھ اطاعت کا تعلق تھا۔

10۔مکرم میجر منیر احمد صاحب (ڈیفنس لاہور)

29 دسمبر 2017ء کو 84 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ڈیفنس میں اپنے حلقہ طاہر کے امام الصلوٰۃ کے علاوہ سیکرٹری زراعت کے طور پر خدمات بجالا رہے تھے۔مالی تحریکات میں باقاعدگی سے حصہ لیتے تھے۔بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

☆...☆...☆

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم اکتوبر 2016ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا:

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں ایک نکاح کا اعلان کروں گا جو عزیزہ راضیہ احمد واقفۂ نو کا ہے۔یہ نصیر احمد مہار صاحب مرحوم ربوہ کی بیٹی ہیں۔یہ نکاح عزیزم محمد انعام بٹ مربی سلسلہ ابن مکرم حبیب احمد بٹ صاحب کے ساتھ ڈیڑھ لاکھ روپے حق مہر پر طے پایا ہے۔

دونوں فریق ربوہ کے ہیں، ان کے وکیل مقرر کئے گئے ہیں۔دلہن کے ولی ان کے بھائی مکرم وسیم احمد مہار صاحب ہیں، ان کے والد فوت ہو گئے ہیں۔اور دلہا کے وکیل ان کے ماموں رفیع بٹ صاحب ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:

رشتے کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

(مرتبہ:۔ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆...☆...☆

❁...مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 12 مئی 2018ء بروز ہفتہ ساڑھے 10 بجے صبح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر عزیزہ علیزے ارتضیٰ علی بنت مکرم سید ارتضیٰ علی صاحب (سٹن۔یوکے) کی **نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

عزیزہ علیزے ارتضیٰ علی بنت مکرم سید ارتضیٰ علی صاحب (سٹن۔یوکے)

7 مئی 2018ء کو 10 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحومہ مکرم سید خلیل ارتضیٰ علی صاحب (آف ہیورنگ) کی پوتی اور مکرم ڈاکٹر مشتاق شیخ صاحب (آف راولپنڈی) کی نواسی تھی۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ تین چھوٹے بہن بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب :

1۔محترم عبدالخالق شاد صاحب (لاہور)

24 مارچ 2018ء کو 65 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے بہت مخلص اور باوفا انسان تھے۔جب بھی کوئی رقم ملتی سب سے پہلے اس پر چندہ وصیت ادا کرتے۔اپنے مرحوم ماں باپ اور بھائیوں کے نام پر بھی چندہ ادا کیا کرتے تھے۔خلافت کے شیدائی تھے۔ خطبات کو بڑی باقاعدگی سے سنتے۔ایم ٹی اے سے بے حد محبت تھی اور گھر میں اکثر ایم ٹی اے لگا کر رکھتے تھے۔ہر کسی سے نرمی کا سلوک کرتے اور شفقت سے پیش آتے۔ آپ نے تقریباً 40 سال تک مختلف عہدوں پر جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی، 6 بیٹے اور متعدد پوتیاں پوتے یادگار چھوڑے ہیں۔

2۔مکرم میاں محمد ظفر اللہ صاحب (علامہ اقبال ٹاؤن لاہور)

17 مارچ 2018ء کو 92 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم حضرت میاں خدابخش صاحب بھیروی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔اپنے حلقہ میں سیکرٹری اصلاح وارشاد، سیکرٹری مال اور سیکرٹری رشتہ ناطہ کے طور پر لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔آپ کا گھر نماز سنٹر بھی رہا جہاں آپ بچوں کو قرآن کریم پڑھایا کرتے تھے۔لمبا عرصہ بینک کی ملازمت بڑی دیانتداری سے کرتے رہے۔صوم وصلوٰۃ کے پابند، جماعتی خدمات کے لئے ہر دم تیار رہنے والے، عہدیداروں کی عزت کرنے والے، خلافت کے جان نثار، انتہائی نیک اور باوفا انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔

3۔مکرمہ بی بی زبیدہ بھنو صاحبہ (ماریشس۔حال یُوکے)

90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحومہ کا تعلق ماریشس سے تھا لیکن لمبا عرصہ برطانیہ میں گزارا۔بہت نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔پسماندگان میں ایک بیٹی اور 5 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

4۔چوہدری محمد حنیف صاحب (ہمبرگ۔جرمنی)

9/فروری 2018ء کو 79 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔نہایت شفیق باپ اور بہت اچھے خاوند تھے۔جماعت کی خدمت کے لئے ہر دم تیار رہتے۔مرحوم چندوں کے پابند تھے اور جب تنخواہ ملتی سب سے پہلے اپنا چندہ ادا کرتے۔ملازمت کے لئے جہاں بھی جاتے اپنے گھر کو نماز سنٹر بنا لیتے۔پاکستان ائر فورس سے چیف وارنٹ آفیسر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں 2 بیٹے اور 7 بیٹیاں اور متعدد نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

5۔مکرم حبیب الرحمان صاحب ابن مکرم خوشی محمد صاحب (ربوہ)

25 نومبر 2017ء کو 79 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم نمازوں کے پابند، قرآن کے عاشق اور دعا گو بزرگ انسان تھے۔دفاتر تحریک جدید میں بطور کارکن 44 سال خدمت کی توفیق پائی۔اس دوران اپنے محلہ میں بطور سیکرٹری مال خدمت

باقی صفحہ نمبر16 پر ملاحظہ فرمائیں

رمضان کے مہینہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بہت سی برکتیں اور حکمتیں وابستہ ہیں

(ازافاضات حضرت مرزا ناصر احمد۔ خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 24 ردسمبر 1965ء بمقام مسجد مبارک ربوہ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ البقرہ کی حسب ذیل آیات تلاوت فرمائیں۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ٥

(البقرہ 186-187)

پھر فرمایا:۔

ان دو آیات میں جو میں نے ابھی تلاوت کی ہیں اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے رکھنے کے فوائد اور جن طریقوں سے وہ فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں ان کے متعلق ہمیں ایک حسین رنگ میں تعلیم دی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شَهْرُ رَمَضَانَ اس مہینے کا نام اسلام سے قبل ناتق تھا اسلام نے اس مہینے کو رمضان کا نام دیا ہے اور اس نام کے اندر اتنے وسیع معانی ہمیں نظر آتے ہیں کہ دل انہیں معلوم کر کے خدا تعالیٰ کے کمال قدرت کو دیکھ کر اس کی حمد کے جذبہ سے بھر جاتا ہے۔

رمضان کا لفظ رَمَضَ سے نکلا ہے اور جب ہم رَمَضَ کے مختلف معانی پر غور کرتے ہیں تو اس کے بہت سے معنی ایسے ہیں جن کا ماہ رمضان سے تعلق واضح ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جب عربی میں اَرْمَضَ الشَّيْئَ کہا جائے تو اس کے معنی ہوتے ہیں اَحْرَقَهٗ اسے جلا دیا۔ اس لفظ میں سوزش کا تصور پایا جاتا ہے۔ اگر کہا جائے اَرْمَضَ الرَّجُلَ تو اس کے معنی ہوتے ہیں اَوْجَعَهٗ اس کو دکھ پہنچایا۔ تکلیف دی۔ جب ہم ان دو معانی پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ماہ رمضان سے تعلق ہے۔ اس طرح پر کہ وہ لوگ جو دین اسلام کے منکر ہیں یا اسلام میں تو داخل ہیں لیکن ان کے اندر روحانی کمزوری ہے۔ وہ اس مہینہ کو محض دکھ اور درد، بھوک اور پیاس اور بے خوابی کا مہینہ سمجھتے ہیں۔ انہیں اس میں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا اور نہ ہی اس کی برکات سے وہ کوئی حصہ لیتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے جو نیک اور مومن بندے ہیں وہ اس مہینہ کی تکلیف کو تکلیف نہیں سمجھتے۔

رَمَضَ النَّصْلَ کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ تیر کے پھل کو، یا نیزے کے پھل کو یا چھری کے پھل کو پتھر پر رگڑ کر تیز کیا۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مومن بندے اس مہینہ کے اندر اپنے سہام اللیل یعنی رات کے تیروں کو جو دعاؤں کی صورت میں آسمان کی طرف چلا رہے ہوتے ہیں تیز کرتے ہیں اس طرح ان تیروں کا اثر اس ماہ میں بڑھ جاتا ہے۔ اور ان کی کاٹ تیز ہو جاتی ہے۔ اور جن اغراض کے لئے ان تیروں کو استعمال کیا جاتا ہے وہ اغراض اس ماہ میں بطریق احسن حاصل ہو جاتی ہیں۔

پھر لغت میں تَرَمَّضَ الصَّيْدَ کا محاورہ بھی لکھا ہے۔ یعنی جنونی شکاری شدت گرما کی پرواہ نہ کرتے ہوئے گرمی کے وقت اپنے شکار کی تلاش میں نکلا۔ گویا اللہ تعالیٰ کا مومن بندہ بھوک اور پیاس اور دوسری سختیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے مطلوب کی تلاش میں نکلتا ہے۔ گرمی کی شدت یا تکلیف، یا بھوک اور پیاس، یا بے خوابی وغیرہ اس کے راستہ میں روک نہیں بن سکتیں۔ اور وہ جو کچھ تلاش کرتا ہے اس کا مفہوم بھی ہمیں اسی لفظ سے ہی سمجھ میں آ سکتا ہے کہ اس کا مطلوب ہرن اور تیتر کا شکار نہیں ہوتا۔

چنانچہ الرَّمْضُ کے ایک اور معنی عربی میں اَلْمَطَرُ يَأْتِيْ قَبْلَ الْخَرِيْفِ فَيَجِدُ الْاَرْضَ حَارَّةً مُحْتَرِقَةً (اقرب) ہیں یعنی وہ بارش جو گرمی کی شدت کے بعد اور موسم خزاں سے پہلے آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ اور جب وہ نازل ہوتی ہے تو زمین پوری طرح تپی ہوئی اور جلی ہوئی ہوتی ہے لیکن جب وہ بارش نازل ہوتی ہے تو اس تپش کو دور کر دیتی ہے۔ اس جلن کو مٹا دیتی ہے اور سکون کے حالات پیدا کر دیتی ہے۔

تو یہاں سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک مومن بندہ رمضان کے مہینے میں جنونی شکاری کی طرح بھوک اور پیاس اور دوسری تکالیف کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے جس مطلوب کی تلاش میں نکلتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس رحمت کی بارش کے بغیر میرے دل کی جلن دور نہیں ہو سکتی۔ میرے اندر جو آگ لگی ہوئی ہے وہ بجھ نہیں سکتی جب تک کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش نازل نہ ہو۔ پس یہ تمام مفہوم لفظ رمضان کے اندر ہی پایا جاتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ میرے بندوں کو چاہئے کہ وہ راتوں کے تیروں (دعاؤں) کو تیز کریں اور جنونی شکاری کے جنون سے بھی زیادہ جنون رکھتے ہوئے میری رحمت کی تلاش میں نکل پڑیں تب میری رحمت کی تسکین بخش بارش ان پر نازل ہو گی اور میرے قرب کی راہیں ان پر کھولی جائیں گی۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ۔ فرمایا یہ ایک ایسا مہینہ ہے جو بہت ہی برکتوں والا ہے۔ کیونکہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا یا جس کے بارے میں قرآن کریم نے تعلیم دی یا جس میں قرآن کریم نازل ہونا شروع ہوا۔

اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ کے اندر تین باتیں بیان کی گئی ہیں:

اوّل یہ کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں نزول قرآن کریم کی ابتدا ہوئی۔ احادیث اور دوسری کتب (تاریخ) سے پتہ چلتا ہے کہ رمضان کے آخری حصہ میں قرآن کریم نازل ہونا شروع ہوا تھا۔ تو مہینے کا انتخاب اور پھر رمضان کے آخری حصہ کا انتخاب جو خدائے تعالیٰ نے کیا وہ بغیر کسی حکمت اور وجہ کے نہیں ہو سکتا۔

دوسرے اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ کے یہ معنی بھی ہیں کہ اس کے بارے میں قرآن کریم نے تاکیدی اور تفصیلی احکام نازل کئے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کوئی حکم تاکید کے ساتھ نازل فرماتا ہے تو اس لئے نازل فرماتا ہے کہ اس حکم کو بجا لا کر بندہ اپنے ربّ کی بہت سی برکتوں کو حاصل کر سکے۔

تیسرے معنی اس کے یہ ہیں کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں کہ بار بار سارا قرآن کریم نازل ہوتا رہا۔ کیونکہ احادیث میں یہ امر بڑی وضاحت سے بیان ہوا ہے کہ ہر رمضان کی پہلی رات سے آخری رات تک حضرت جبریل علیہ السلام آنحضرت ﷺ پر نزول فرماتے اور اس وقت تک جتنا قرآن کریم نازل ہو چکا ہوتا۔ آپؐ سے مل کر اس کا دَور کرتے۔ اس طرح وہ نازل شدہ قرآن آپؐ پر پھر ایک دفعہ بذریعہ وحی نازل ہوتا اور ہر سال ایسا ہوتا تھا۔

بخاری میں یہ حدیث یوں درج ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ۔

(بخاری باب كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ)

یعنی نبی کریم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ آپؐ کی جود و سخا کو کوئی شخص نہیں پہنچ سکتا تھا نہ پہنچا اور نہ ہی آئندہ بھی پہنچے گا۔ لیکن آپؐ کی یہ سخاوت رمضان شریف کے مہینہ میں اور بھی بڑھ جاتی۔ اور وہ اس لئے کہ رمضان میں جبریل علیہ السلام نازل ہوتے فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ اور آپؐ سے مل کر قرآن مجید کا دَور کرتے۔

ان دنوں جب آنحضرت ﷺ آسمان سے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو بارش کی طرح اترتے دیکھتے تو آپؐ کی سخاوت اور جُود و کرم میں بھی ایک تیزی پیدا ہو جاتی اور آپ ان ہواؤں کی نسبت بھی جو موسلا دھار بارش لاتی ہیں زیادہ سخی نظر آتے۔

اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ فرما کر گویا یوں کہا کہ اے میرے بندو! دیکھو یہ رمضان وہ ہے کہ جب قرآن کریم نازل ہونا شروع ہوا تو اسی مہینہ میں شروع ہوا۔ دوسرے گیارہ مہینے بھی تو تھے ان میں بھی نازل کیا جا سکتا تھا مگر خدا تعالیٰ نے اپنی بالغ حکمت اور اپنے کامل علم کی بناء پر نزول قرآن کریم کے لئے اسی مہینہ کو چنا اور اسی میں اس کے نزول کی ابتدا ہوئی۔

پھر کتنی تاکید کے ساتھ، کتنی حکمتیں بیان کرنے کے بعد اور کتنے دلائل دے کر اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ حکم دیا کہ رمضان کے مہینے میں روزے رکھو اور عبادات پر زور دو تا الٰہی فضلوں کے تم وارث بنو۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری نگاہ میں اس مہینے کی اتنی قدر ہے کہ میں ہر سال اس مہینہ میں جبرئیل کو بھیجتا ہوں تا کہ وہ آنحضرت ﷺ سے مل کر قرآن کریم کا دَور کرے۔

پس ان باتوں کو مدّنظر رکھتے ہوئے تم خود اندازہ کر سکتے ہو کہ کتنی برکتیں ہیں جن کا تعلق اس مہینہ سے ہے اور تمہیں کس قدر کوشش کرنی چاہئے کہ تم ان برکات سے زیادہ سے زیادہ فیض حاصل کر سکو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ قرآن جو رمضان کے مہینہ میں اترنا شروع ہوا اور پھر بار بار اس میں نازل ہوتا رہا۔ یہ کوئی معمولی کتاب نہیں جس کے لئے اس مہینہ کو چنا گیا ہے۔ بلکہ هُدًى لِّلنَّاسِ یہ وہ پہلی کامل شریعت ہے جو تمام بنی نوع انسان کے لئے بطور ہدایت بھیجی گئی ہے۔

هدایة کے ایک معنی اس الٰہی شریعت کے ہیں جو انبیاءُ اللہ اپنے ساتھ لے کر دنیا کی طرف آتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ کتاب رمضان کے مہینہ میں اُتری ہے۔ هُدًى لِّلنَّاسِ یہ تمام بنی نوع انسان کو قیامت تک بحیثیت ایک شریعت کاملہ فائدہ اور برکت پہنچاتی رہے گی۔

ایک معنی هدایة کے یہ بھی ہیں کہ یہ کتاب بنی نوع انسان پر ٹھونسی نہیں گئی بلکہ اس میں انسانی صلاحیتوں اور استعدادوں کے مطابق لوگوں کو عبادات اور اعمالِ صالحہ بجا لانے کا طریق بتایا گیا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ یہ شریعت جو انسان کے لئے نازل کی گئی ہے وہ اس کی استعدادوں، صلاحیتوں اور قابلیتوں کو مدّنظر رکھ کر نازل کی گئی ہے۔ اور قیامت تک انسان میں جو جوئی سے نئی قابلیتیں پیدا ہوتی رہیں گی وہ بھی ہم سے پوشیدہ نہیں۔ کیونکہ ہم عالم الغیب ہیں۔ اس لئے آج کے انسان سے لے کر اس آخری انسان تک جو اس دنیا میں پیدا ہوگا۔ اور ملکِ عرب سے لے کر تمام ان ملکوں کی اقوام تک جو اکنافِ عالم میں آج موجود نہیں یا آئندہ پیدا ہوں گی ان سب کی صلاحیتوں اور استعدادوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے یہ عظیم الشان کتاب بنی نوع انسان کے ہاتھ میں دی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ وہ قرآن ہے۔ اتنا عظیم الشان قرآن کہ جس کا تعلق ہم نے ماہِ رمضان کے ساتھ بڑی مضبوطی سے قائم کر دیا ہے۔

پھر هُدًى لِّلنَّاسِ میں یہ بھی فرمایا کہ قرآن کریم صرف انسانی صلاحیتوں اور استعدادوں کے مطابق ہی نہیں بلکہ اس میں ایک یہ بھی خوبی پائی جاتی ہے کہ بندے کی ہدایت کو درجہ بدرجہ بڑھاتا چلا جاتا ہے کیونکہ جس طرح ایک طالب علم پہلی جماعت کا نصاب ختم کرنے کے بعد اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ دوسری جماعت میں بیٹھے اور دوسری جماعت کا نصاب ختم کرنے کے بعد وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ تیسری جماعت میں بیٹھے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے جو نیک بندے ہیں جب وہ ہدایت کے ایک درجہ پر پہنچتے ہیں اور الٰہی احکام کو بجا لاتے ہوئے اپنے آپ کو اس قابل بنا لیتے ہیں کہ اس درجہ کی ہدایات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں تو اللہ تعالیٰ ان کے درجہ کو اور بلند کر دیتا ہے اور ہدایت کی نئی راہیں ان پر کھولتا ہے۔ تو ہدایت کے معنوں میں یہ بات بھی شامل ہے کہ مزید ہدایت کی جو خواہش یا استعداد پیدا ہو جاتی ہے اس کے مطابق مزید ہدایت کے سامان بھی اس میں موجود ہیں۔

پس فرمایا کہ یہ کوئی معمولی کتاب نہیں بلکہ ایسی عظیم الشان کتاب ہے کہ صرف ایک دفعہ ہدایت دے کر پھر پیچھے ہٹ کر کھڑی نہیں ہو جاتی بلکہ ہمیشہ تمہیں اس کی ضرورت رہتی ہے۔ جتنی جتنی تم ایمان اور عرفان میں ترقی کرتے جاتے ہو۔ قرآن کریم تمہیں اس سے آگے ہی راستہ دکھاتا چلا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ تمہاری انتہائی منزل ابھی نہیں آئی۔ آؤ میں تمہیں اس سے بھی آگے لے جاؤں۔ پھر وہ تمہارا ہاتھ پکڑتا ہے اور اگلی ہدایات کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور اپنے قرب کی نئی راہیں تم پر کھولتا ہے۔

تو فرمایا کہ اتنی عظیم الشان کتاب کو ہم نے رمضان شریف میں نازل فرمایا ہے۔ هُدًى لِّلنَّاسِ میں ایک بڑا زبردست دعویٰ پیش کیا گیا ہے۔ فرمایا کہ اب یہی ایک کتاب ہے جس پر عمل کر کے تمہارا انجام بخیر ہو سکتا ہے اور تم جنت موعودہ کو پا سکتے ہو۔

دنیا کی دوسری تعلیمیں فلسفیانہ ہوں یا مذہبی، ان کے اندر کچھ ایسی باتیں تو ضرور پائی جاتی ہیں کہ جن پر عمل کر کے ہم اس دنیا میں ترقی کر سکتے ہیں لیکن یہاں فرمایا کہ قرآن کریم کے علاوہ دنیا میں ایسی کوئی کتاب موجود نہیں جو انسان کی ضرورتوں کو اس طور پر پورا کر سکے کہ اس کی اُخروی زندگی بھی اس کے لئے جنت بن جائے۔

یہ صرف قرآن کریم ہی ہے جس کے ذریعہ انسان کا انجام بخیر ہوتا ہے اور اس کو جنت نصیب ہوتی ہے۔

پھر فرمایا وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی یعنی جب قیامت تک تمام بنی نوع انسان کے لئے یہ قرآن مجید ہدایت ہے۔ اور دوسری جگہ ہمیں اسلامی تعلیم میں یہ بھی ملتا ہے کہ انسان اس دنیا میں نسلاً بعد نسلٍ ہر لحاظ سے ترقی کرتا چلا جائے گا۔ اس کا علم بھی، اس کی عقل بھی اور اس کا انداز فکر بھی ترقی کی راہ پر چلتا چلا جائے گا۔ تو آخر ایسا زمانہ آ جائے گا کہ جب انسان یا انسانوں میں سے اکثر حصہ محض دین العجائز پر قانع نہیں رہے گا بلکہ وہ کہے گا کہ ہم نے مان لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور کہ اس پر ہمیں عمل بھی کرنا ہے لیکن ہمیں تسلی نہیں جب تک کہ ہمیں اس حکم کی حکمتیں نہ بتائی جائیں اور دلائل نہ سمجھائے جائیں وغیرہ وغیرہ گویا اس میں ایک پیشگوئی بھی مضمر تھی۔

تو فرماتا ہے کہ اس تعلیم میں جہاں جہاں دعویٰ پیش کیا گیا ہے اس کے عقلی دلائل بھی پیش کر دیئے گئے ہیں۔ جہاں کہیں حکم دیا گیا ہے ساتھ ہی اس کی حکمتیں بھی بیان کر دی گئی ہیں۔ انسانی دماغ خواہ ترقی کی کتنی منازل طے کرتا چلا جائے خواہ کتنے ہی بلند مقام پر پہنچ جائے۔ بہرحال وہ قرآن کریم کا محتاج رہے گا۔

وَالْفُرْقَانِ اور اس قرآن میں ایسے نشانات اور دلائل رکھے گئے ہیں جو حق اور باطل کے درمیان امتیاز قائم کر دیتے ہیں حتیٰ کہ کوئی اشتباہ باقی نہیں رہتا جیسا کہ خود انہی آیات میں اللہ تعالیٰ نے قبولیت دعا کا ذکر کیا ہے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ اس کے سامنے باطل ٹھہر ہی نہیں سکتا۔

الغرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رمضان میں روزے اس لئے فرض کئے گئے ہیں کہ تم سہام اللیل (دعاؤں) کے پھلوں کو تیز کرو اور اپنے مطلوب (رضاء الٰہی) کی تلاش میں نکلو۔ پیاس اور بھوک کو برداشت کرو۔ اور بے خوابی کو خدا تعالیٰ کا فضل سمجھو۔ کیونکہ یہ ایسا برکتوں والا مہینہ ہے کہ جس میں قرآن کریم جیسا کلام الٰہی نازل کیا گیا ہے۔ اس لئے فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ تم میں سے جو شخص بھی بلوغت، صحت اور حضر میں یہ ماہ پائے وہ اس کے روزے رکھے۔

شَھِدَ کے ایک معنی ہیں عَایَنَہٗ وَاَطَّلَعَ عَلَیْہِ کہ اس کا معائنہ کیا اور اس پر اطلاع پائے۔ یعنی ہم نے جو اس روزہ کی حکمتیں بیان کی ہیں۔ اگر تم ان کا اچھی طرح مطالعہ کرو اور ان پر اطلاع پاؤ تو پھر تمہیں اس ماہ کے روزے پوری طرح اور مقرر کردہ شرائط کے مطابق رکھنے چاہئیں بلکہ تم خودبخود اس کے روزے رکھو گے سوائے اس کے کہ کوئی روحانی کمزوری تم میں موجود ہو۔

آگے فرمایا یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جو تنگیاں تمہیں نظر آتی ہیں کہ صبح سے شام تک کھانا پینا چھوڑنا جس کی وجہ سے بھوک اور پیاس لگتی ہے۔ پھر سخت گرمی کے موسم میں اور سخت سردی کے موسم میں کچھ اور تکالیف پیش آتی ہیں۔ فرمایا یہ جو تکالیف تمہیں پیش آتی ہیں یہ محض عارضی اور وقتی ہیں۔

اتنا پیارا خدا اتنا پیارا ربّ جس نے قرآن کریم جیسی اعلیٰ تعلیم تم پر نازل کی اور بے شمار دنیوی نعمتوں سے تمہیں محض اپنے فضل سے نوازا، وہ ہرگز پسند نہیں کرے گا کہ وہ تمہیں ان تکالیف میں اس لئے مبتلا کرے کہ تا تمہیں دکھ پہنچائے۔ نہیں بلکہ وہ تو تمہارے لئے آسانی پیدا کرنا چاہتا ہے کیونکہ اگر تم ان خفیف سی وقتی تکالیف کو برداشت کر لو گے تو ان کے بدلے میں وہ تمہیں وہ انعام اور اکرام بخشے گا کہ انہیں پا کر تمہیں یہ دکھ، دکھ ہی نظر نہ آئے گا۔ پھر فرمایا وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ۔ اس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ ہم نے تم پر روزے فرض کئے تو یہ حکم بھی دیا کہ سارے رمضان کے روزے رکھو تا کہ تم اس کی گنتی کو پورا کرو۔ اگر صرف یہ حکم ہوتا کہ روزے رکھو تو کوئی بیس دن کے روزے رکھتا۔ کوئی دس دن کے، کوئی رمضان کے مہینے میں رکھتا کوئی دوسرے مہینوں میں۔

پس ہم نے رمضان میں روزے رکھنے کا اس لئے حکم دیا تا کہ اُمّت مسلمہ ساری کی ساری اس سارے مہینے میں روزے رکھے اور ان اجتماعی برکات سے فائدہ اٹھائے جو اجتماعی عبادات سے تعلق رکھتی ہیں۔

دوسرے اس کے معنی یہ ہیں اور یہ زیادہ لطیف ہیں کہ جو زندگی تمہیں دی گئی ہے اسے تم پورا کرو۔ اس کا کمال تمہیں حاصل ہو۔ اس میں اشارۃً ہمیں بتایا کہ اگر کسی شخص کے پاس مثلاً سَو روپیہ ہے۔ اگر اس میں سے بیس روپے گم ہو جائیں یا چوری ہو جائیں اور باقی وہ خرچ کرے تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس نے تمام سَو روپیہ خرچ کیا ہے کیونکہ اس کے پاس خرچ کرنے کے لئے تو صرف اسّی روپے رہ گئے تھے سَو کا سَو روپیہ وہی خرچ کرتا ہے جس کے پاس وہ سَو کا سو روپیہ موجود بھی ہو۔

فرماتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک کو ہم نے ایک پیمانہ کے مطابق عمر دی ہے اور ہم نے تم پر دینی فرائض اس لئے واجب کئے ہیں تا کہ تم اپنی عمر کو پوری طرح گزار سکو اور اس کا کوئی لمحہ ضائع نہ ہو۔ ایک شخص کی عمر سَو سال ہو اس میں سے بیس سال اس نے دنیا کی لہو و لعب میں ضائع کر دیئے ہوں تو حقیقتاً اس نے سَو سال کی زندگی نہیں گزاری کیونکہ بیس سال اس نے مردہ ہونے کی حالت میں گزارے ہیں۔ سَو سال کی عمر پانے والا سَو سال کی زندگی اسی صورت میں صحیح طور پر گزارتا ہے جس صورت میں کہ اس نے ساری زندگی اپنے اللہ کی اطاعت میں گزاری ہو۔ جس شخص نے اپنی زندگی کے چند لمحات یا زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے پہلوتہی کرتے ہوئے، اس سے منہ موڑتے ہوئے، نیک نیتی اور اخلاص کو بالائے طاق رکھتے ہوئے گزارا ہو اس کی عمر کا وہ حصہ ضائع ہو گیا۔ اور نہیں کہہ سکتے کہ اس نے اپنی پوری عمر جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کی تھی وہ حقیقتاً اس نے اس دنیا میں گزاری کیونکہ یہاں کی پیدائش کا ایک مقصد ہے اور جو حصہ عمر اس مقصد کے خلاف خرچ ہوتا ہے وہ عمر ضائع جاتی ہے۔

پس فرمایا کہ اگر تم ماہ رمضان کی برکات سے پوری طرح فائدہ اٹھانا چاہتے ہو اور اس کے لئے اپنی عمر کو خرچ کرتے ہو تو دیگر برکات کے علاوہ تمہیں ایک یہ برکت بھی حاصل ہو گی کہ تمہیں اللہ تعالیٰ دوسری نیکیاں کرنے کی بھی توفیق دے گا اور اس مہینہ کے بعد جو گیارہ ماہ اَور تمہاری زندگی میں آنے والے ہیں وہ بھی حقیقی معنی میں تم خدا کی راہ پر خرچ کرنے والے ہو گے۔

تو جو شخص رمضان شریف کو نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ گزارتا ہے تو بقیہ سال کے گیارہ مہینوں میں بھی وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کی توفیق پاتا ہے اور اس طرح اس کی ساری زندگی نیکیوں میں گزرتی ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ اس نے اپنی ساری عمر اس مقصد کے لئے گزاری جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا تھا۔

وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس مہینہ میں میں تم پر اتنی روحانی نعمتیں اور برکتیں نازل کروں گا کہ تم اپنے آپ کو مجبور پاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اعلان کرتے پھرو اور پھر تم قربانی کے ہر موقع کو تکلیف اور دکھ نہیں سمجھو گے بلکہ فضل الٰہی جانو گے وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ اور یہ فضل تم پر اس لئے بھی نازل ہوں گے کہ تمہارے دل اس کے شکر سے بھر جائیں اور جس مومن کا دل اس کے شکر سے بھر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ اور دَور اس کے لئے شروع ہو جاتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ (ابراھیم 8:) یعنی میرا شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا۔

پس جب اللہ تعالیٰ کا انعام نازل ہوا اس لئے کہ اس نے ہماری حقیر سی کوشش کو قبول فرما لیا تو اس کے نتیجہ میں ہمارے دل میں شکر کے جذبات پیدا ہوئے۔ فرمایا لَاَزِیْدَنَّکُمْ کہ میں تمہیں اور نیکیوں کی توفیق بخشوں گا۔ پھر اس کی وجہ سے اور شکر کے جذبات پیدا ہوں گے۔ گویا اس طرح ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اسی تسلسل اور مخلصانہ نیت کی وجہ سے اُخروی زندگی محدود اعمال کے باوجود ابدی زندگی ہو جائے گی۔

پھر فرمایا۔ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ کہ جب میں نے اپنے بندوں کو یہ بتایا کہ تم پر بڑے انعامات نازل ہوں گے بڑا فضل نازل ہو گا اور تم خدا کے مقرب بن جاؤ گے تو اس پر میرے بندے کہیں گے کہ ہمارا ربّ تو محض کبریائی ہے۔ محض پاکیزگی ہے۔ رفیع الدرجات ہے۔ تمام صفاتِ حسنہ سے متصف ہے کمال تام اسی کو حاصل ہے اور وہ اتنا ارفع اور اعلیٰ ہے کہ اس کی رفعتوں تک ہمارا تخیل بھی نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی اس کی رفعتوں کی کوئی انتہا ہے۔ لیکن جب ہم اپنے کو دیکھتے ہیں تو اپنے کو خطا کار، گنہگار اور نہایت ضعیف پاتے ہیں۔ اس طرح ہمارے درمیان اور ہمارے ربّ کے درمیان لامتناہی فاصلے پائے جاتے ہیں۔ کیا ہماری حقیر کوششوں کے نتیجہ میں ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکتا ہے؟

فرمایا۔ جب میرے بندے تجھ سے اس معاملہ کے متعلق سوال کریں تو تم انہیں کہہ دو کہ بے شک تم کمزور بھی ہو۔ تم گنہگار بھی ہو۔ تم خطار کار بھی ہو۔ میں تمام بلندیوں کا مالک اور تمام رفعتیں میری طرف ہی منسوب ہوتی ہیں لیکن میری ایک اور صفت بھی ہے اور وہ یہ کہ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا (الزمر :54) کہ اگر میں چاہوں تو مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ہونے کی وجہ سے اپنے بندوں کے تمام گناہوں کو بخش بھی دیا کرتا ہوں اور جب گناہ میری مغفرت کی چادر کے نیچے چھپ جائیں تو پھر میرے اور تمہارے درمیان جو گناہوں کے فاصلے ہوں گے وہ مٹ جائیں گے اور میں خود آسمانوں سے اتروں گا اور تمہارے قریب آ جاؤں گا اور تمہیں اپنا مقرب بنا لوں گا۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ اور اس کی علامت یہ ہو گی کہ تم دعا کرو گے تو میں اسے قبول کر لوں گا تا کہ دنیا یہ نہ کہہ سکے کہ تمہارا یہ دعویٰ کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کا جو قرب حاصل ہے وہ اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کی برکت سے حاصل ہوا ہے یہ محض تمہارے منہ کی باتیں ہیں۔ اس قرب کی دلیل مہیا کرنے کے لئے میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا تا کہ دنیا یقین کر لے کہ تمہارا یہ دعویٰ کہ تم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہو، واقعی سچا ہے۔ اگر تم گریہ وزاری اور عجز و انکسار اور تذلّل کے ساتھ میرے سامنے جھکتے رہو گے تو دنیا اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ کے نظارے بھی دیکھتی چلی جائے گی۔

دعا اور قبولیت دعا کے متعلق ہمیں یہ یاد رکھنا بھی ضروری ہے کہ ہمارا ربّ ہماری دعائیں قبول تو کرتا ہے لیکن اپنے فضل اور اپنی مرضی سے۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ ہمارا غلام ہے (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ) اس کا فرض ہے کہ ہماری دعا کو اس رنگ میں قبول کرے جس رنگ میں کہ ہم چاہتے ہیں۔ لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ وہ تو تمام طاقتوں کا مالک ہے اور وہ محض اپنے فضل سے نہ کہ ہماری کسی خوبی کی وجہ سے ہمارے لئے قرب کی راہیں کھولتا ہے اور ہماری دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ چونکہ وہ علّام الغیوب ہے۔ ہم نہیں جانتے مگر وہ جانتا ہے کہ جو دعا ہم اپنے لئے جس رنگ میں مانگ رہے ہیں وہ ہمارے لئے اچھی بھی ہے یا نہیں۔ تب بعض دفعہ وہ ہماری دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے ہمارے لئے خیر کی راہیں اس طرح کھول دیتا ہے کہ جو ہم نے مانگا تھا وہ نہیں دیتا اور جو ہم نے نہیں مانگا تھا وہ ہمیں دے دیتا ہے۔

پھر وہ ہمارے اخلاص اور محبت کے دعویٰ کی آزمائش بھی کرتا ہے کہ کیا ہم اپنے دعویٰ میں سچے بھی ہیں یا نہیں۔ پھر بسا اوقات ہماری دعا اور قبولیت دعا کے درمیان بڑا زمانہ گزرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے براہین احمدیہ میں اس کے متعلق ایک بڑا لطیف نوٹ دیا ہے۔ فرمایا:—

”غرض ایسا ہوتا ہے کہ دعا اور اس کی قبولیت کے درمیانی اوقات میں بسا اوقات ابتلاء پر ابتلاء آتے ہیں اور ایسے ابتلاء بھی آ جاتے ہیں جو کمر توڑ دیتے ہیں مگر مستقل مزاج، سعید الفطرت ان ابتلاؤں اور مشکلات میں بھی اپنے ربّ کی عنایتوں کی خوشبو سونگھتا ہے اور فراست کی نظر سے دیکھتا ہے تو اس کے بعد نصرت آتی ہے اور ان ابتلاؤں کے آنے میں پھر یہ ہوتا ہے کہ دعا کے لئے جوش بڑھتا ہے“۔

پھر فرمایا فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ کہ دعا کا نشان دیکھ کر مومن بندوں کو یقین کر لینا چاہئے کہ میں نے جو احکام بھی ان کے لئے آسمان سے نازل کئے ہیں وہ ان کی بہتری کے لئے ہی ہیں۔ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ چاہئے کہ وہ میری توحید پر ایمان لائیں اور میری صفات کی معرفت حاصل کریں اور تخلّق باخلاق اللہ کی طرف وہ متوجہ ہوں اور اس کی توفیق انہیں صرف اسی صورت میں مل سکتی ہے۔ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ کہ وہ ہدایت پر استقامت سے قائم ہو جائیں۔

رُشد کے معنی ہیں نیکیوں پر دوام۔ اور یہ بڑی ضروری چیز ہے جو شخص چند روزہ نیکیوں کے بعد پھر اپنی زندگی کا ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی بغاوت میں گزارتا ہے وہ اس کے فضلوں کو کبھی حاصل نہیں کر سکتا۔ اس کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے رشد کی ضرورت ہے اور رُشْد کے معنی عربی زبان میں یہ ہیں کہ ہدایت پا گیا اور اس پر قائم رہا۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تمہارے لئے ہدایت کے سامان بھی مہیا فرمائے ہیں اور پھر تم ماہ رمضان میں قبولیت دعا کے نمونے بھی دیکھتے ہو لیکن اگر تم مستقل طور پر میری اطاعت کو اختیار نہیں کرو گے تو میرے فضل بھی تم پر مستقل طور پر نازل نہیں ہوں گے اور نہ ہی تمہارا انجام بخیر ہو گا۔ انجام بخیر اسی کا ہوتا ہے جو اپنی زندگی کے آخری سانس تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا جُوا اپنی گردن پر رکھے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان دو چھوٹی سی آیات میں جو حکمت اور ہدایت کی باتیں بتائی ہیں اس سے جو نتیجے نکلتے ہیں ان میں سے اوّل تو یہ ہے کہ رمضان شریف کا

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب حضرت عبداللہ بن جحش، حضرت کعب بن زید، حضرت صالح شُقران اور حضرت مالک بن دُخشم رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات زندگی اور سیرت کا ایمان افروز تذکرہ اور اس حوالہ سے احباب کو اہم نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 11 رمئی 2018ء بمطابق 11 رہجرت 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج میں جن صحابہ کا ذکر کروں گا ان میں سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن جحش کا ذکر ہے۔ آپ کی والدہ اُمیمہ بنت عبدالمطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ میں پھوپھی تھیں۔ اس طرح آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دارِ ارقم میں جانے سے قبل ہی انہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 89 عبداللہ بن جحش مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

دارِ ارقم وہ مکان ہے یا مرکز ہے جو ایک نومسلم اَرقم بن اَرقم کا مکان تھا اور مکہ سے ذرا سا باہر تھا۔ وہاں مسلمان جمع ہوتے تھے اور دین سیکھنے اور عبادت وغیرہ کرنے کے لئے ایک مرکز تھا اور اسی شہرت کی وجہ سے اس کا نام دارالسلام کے نام سے بھی مشہور ہوا اور یہ مکہ میں تین سال تک مرکز رہا۔ وہیں خاموشی سے عبادت کیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلسیں لگا کرتی تھیں اور پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تو پھر کھل کر باہر نکلنا شروع کیا۔ روایت میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ اس مرکز میں اسلام لانے والے آخری شخص تھے۔

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے صفحہ 129)

بہرحال یہ مرکز بننے سے پہلے ہی حضرت عبداللہ بن جحش نے اسلام قبول کرلیا تھا اور پھر روایت میں آتا ہے کہ مشرکین قریش کے دست ظلم سے آپ کا خاندان بھی محفوظ نہیں تھا۔ آپ نے اپنے دونوں بھائیوں حضرت ابواحمد اور عبیداللہ اور اپنی بہنوں حضرت زینب بن جحش، حضرت اُمّ حبیبہ اور حَمنہ بنت جحش کے ہمراہ دو دفعہ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ان کے بھائی عبیداللہ حبشہ جا کر عیسائی ہو گئے تھے اور وہیں عیسائی ہونے کی حالت میں ان کی وفات ہوئی جبکہ ان کی بیوی حضرت اُمّ حبیبہ بنت ابوسفیان ابھی حبشہ میں ہی تھیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس وقت نکاح کرلیا۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 89 عبداللہ بن جحش مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

حضرت عبداللہ بن جحش مدینہ ہجرت سے قبل مکہ آئے اور یہاں سے اپنے قبیلہ بنوغنم میں دُوْدَان کے تمام افراد کو (یہ سب کے سب دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے تھے) ساتھ لے کر مدینہ پہنچے۔ انہوں نے اپنے رشتہ داروں سے مکہ کو اس طرح خالی کر دیا تھا کہ محلہ کا محلہ بے رونق ہو گیا اور بہت سے مکانات مقفّل ہو گئے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 49 عبداللہ بن جحش مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

یہی حالات آجکل پاکستان میں بھی بعض جگہ احمدیوں کے ساتھ ہیں۔ بعض گاؤں خالی ہو گئے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب بنوجحش بن رِئَاب نے مکہ سے ہجرت کی تو ابوسفیان بن حرب نے ان کے مکان کو عمرو بن علقمہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ جب یہ خبر مدینہ میں حضرت عبداللہ بن جحش کو پہنچی تو انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات عرض کی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبداللہ کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہے کہ خدا اس کے بدلہ میں تجھ کو جنت میں محل عنایت کرے۔ حضرت عبداللہ بن جحش نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں راضی ہوں۔ تو آپ نے فرمایا پس وہ محل تیرے واسطے ہیں''۔ (سیرت ابن ہشام صفحہ 352 باب ہجرۃ الرسول ﷺ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)۔ یعنی یہ مکانات جو تم نے چھوڑے ہیں ان کی جگہ تمہیں جنتوں میں جگہ ملے گی وہاں محل تیار ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن جحش کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ میں وادیٔ نخلہ کی طرف بھیجا جس کا ذکر کتب میں اس طرح ملتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن جب عشاء کی نماز ادا کر لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش کو فرمایا کہ صبح کو اپنے ہتھیاروں سے لیس ہو کر آنا تمہیں ایک جگہ بھیجنا ہے۔ چنانچہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش کو اپنے تیر و ترکش، نیزہ اور ڈھال سمیت اپنے گھر کے دروازے پر انتظار کرتے ہوئے کھڑا پایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُبّی بن کعب کو بلوایا اور انہیں ایک خط لکھنے کا حکم دیا جب وہ خط لکھا گیا تو حضرت عبداللہ بن جحش کو بلا کر اس خط کو ان کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تمہیں اس جماعت کا نگران مقرر کرتا ہوں جو آپ کی قیادت میں بھیجا گیا تھا۔ تاریخ میں آتا ہے کہ اس سے پہلے آپ نے اس جماعت پر حضرت عبیدہ بن حارث کو مقرر کیا تھا لیکن روانگی سے پہلے جب وہ رخصت ہونے کے لئے اپنے گھر گئے تو ان کے بچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر رونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش کو ان کی جگہ امیر بنا کر بھیجا اور حضرت عبداللہ بن جحش کو بھیجتے وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا لقب امیر المومنین رکھا۔ سیرۃ الحلبیۃ میں یہ لکھا ہوا ہے۔ اس طرح حضرت عبداللہ بن جحش وہ پہلے خوش نصیب صحابی تھے جن کا دور اسلام میں امیر المومنین لقب رکھا گیا۔ (السیرۃ الحلبیۃ جلد 3 صفحہ 217 سریۃ عبداللہ بن جحش الیٰ بطن نخلۃ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیت يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ (البقرۃ:218) کی تفسیر میں اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں فرماتے ہیں کہ:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورۃ تشریف لائے تو اس کے بعد بھی مکہ والوں کے جوش غضب میں کوئی کمی نہ آئی بلکہ انہوں نے مدینہ والوں کو دھمکیاں دینی شروع کر دیں کہ چونکہ تم نے ہمارے آدمیوں کو اپنے ہاں پناہ دی ہے۔ اس لئے اب تمہارے لئے ایک ہی راہ ہے کہ یا تو تم ان سب کو قتل کر دو یا مدینہ سے باہر نکال دو ورنہ ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم مدینہ پر حملہ کر دیں گے اور تم سب کو قتل کر کے تمہاری عورتوں پر قبضہ کرلیں گے۔ اور پھر انہوں نے صرف دھمکیوں پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ایام میں یہ کیفیت تھی کہ بسا اوقات آپ ساری ساری رات جاگ کر بسر کرتے تھے۔ اسی طرح صحابہ رات کو ہتھیار باندھ کر سویا کرتے تھے تا کہ رات کی تاریکی میں دشمن کہیں اچانک حملہ نہ کر دے۔ ان حالات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف تو مدینہ کے قریب، قرب و جوار میں بسنے والے قبائل سے معاہدات کرنے شروع کر دیئے کہ اگر ایسی صورت پیدا ہو تو وہ مسلمانوں کا ساتھ دیں گے اور دوسری طرف ان خبروں کی وجہ سے کہ قریش حملہ کی تیاری کر رہے ہیں آپ نے 2 ہجری میں حضرت عبداللہ بن جحش کو بارہ آدمیوں کے ساتھ نخلہ بھجوایا اور انہیں ایک خط دے کر ارشاد فرمایا کہ اسے دو دن کے بعد کھولا جائے۔ حضرت عبداللہ بن جحش نے دو دن کے بعد کھولا تو اس میں لکھا تھا کہ تم نخلہ میں قیام کرو اور قریش کے حالات کا پتہ لگا کر ہمیں اطلاع دو۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس دوران میں قریش کا ایک چھوٹا سا قافلہ جو شام سے تجارت کا مال لے کر واپس آ رہا تھا وہاں سے گزرا۔ حضرت عبداللہ بن جحش نے ذاتی اجتہاد سے کام لے کر ان پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں کفار میں سے ایک شخص عمرو بن الحضرمی مارا گیا اور دو گرفتار ہوئے

اور مالِ غنیمت پر بھی مسلمانوں نے قبضہ کرلیا۔ جب انہوں نے مدینہ میں واپس آ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ میں نے تمہیں لڑائی کی اجازت نہیں دی تھی اور مالِ غنیمت کو بھی قبول کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کردیا۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس کی روایت سے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھیوں سے یہ غلطی ہوئی کہ انہوں نے یہ خیال کرلیا کہ ابھی رجب شروع نہیں ہوا حالانکہ رجب کا مہینہ شروع ہوچکا تھا۔ وہ خیال کرتے رہے کہ ابھی تیس جمادی الثانی ہے۔ رجب کا آغاز نہیں ہوا۔ بہرحال عمرو بن الحضرمی کا مسلمانوں کے ہاتھوں مارا جانا تھا کہ مشرکین نے اس بات پر شور مچانا شروع کردیا کہ اب مسلمانوں کو ان مقدس مہینوں کی حرمت کا بھی پاس نہیں رہا جن میں ہر قسم کی جنگ بند رہتی تھی"۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ اس آیت میں اسی اعتراض کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ بیشک ان مہینوں میں لڑائی کرنا سخت ناپسندیدہ امر ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک گناہ ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ ناپسندیدہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے لوگوں کو روکا جائے اور خدا تعالیٰ کی توحید کا انکار کیا جائے اور مسجد حرام کی حرمت کو باطل کیا جائے اور اس کے باشندوں کو بغیر کسی جرم کے محض اس لئے کہ وہ خدائے واحد پر ایمان لائے تھے اپنے گھروں سے نکال دیا جائے۔ تمہیں ایک بات کا خیال تو آ گیا مگر تم نے یہ نہ سوچا کہ تم خود کتنے بڑے جرائم کا ارتکاب کررہے ہو اور خدا اور اس کے رسول کا انکار کرکے اور مسجد حرام کی حرمت کو باطل کرکے اس کے رہنے والوں کو وہاں سے نکال کر کتنے ناپسندیدہ افعال کے مرتکب ہوئے ہو۔ جب تم خود ان قبیح حرکات کے مرتکب ہو چکے ہو تو تم مسلمانوں کو کس منہ سے اعتراض کرتے ہو۔ ان سے تو صرف نادانستہ طور پر ایک غلطی ہوئی ہے۔ مگر تم تو جانتے بوجھتے ہوئے یہ سب کچھ کر رہے ہو۔" (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد2 صفحہ 475-474 زیر آیت یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ... الخ البقرۃ218)

بخاری کی ایک حدیث کی شرح کرتے ہوئے حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے سریہ عبداللہ بن جحش کے مثبت نتائج کا ذکر کرتے ہوئے اس کی وضاحت میں لکھا کہ "واقعات بتاتے ہیں کہ اس وفد کو جس غرض کے لئے روانہ کیا گیا تھا اس میں ان کو پوری کامیابی ہوئی اور انہوں نے قیدیوں کے ذریعہ سے قریش مکہ کے منصوبے اور ان کی نقل و حرکت سے متعلق یقینی اطلاعات حاصل کیں۔ حضرمی کے قافلے کا واقعہ ایک ضمنی اور اتفاقی حادثہ تھا اور بعض مؤرخین نے جو اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ اس مہم کے بعض افراد کو مہاجرین کے غصب شدہ اموال کی تلافی کا خیال پیدا ہوا تھا یہ رائے صحیح نہیں۔ بلکہ اس مہم کا اصل مقصد صرف یہ تھا کہ حضرمی والے قافلے کے ذریعہ ابوسفیان بن حرب کی قیادت میں جانے والے قافلے کی غرض و غایت اور قریش مکہ کے منصوبہ جنگ کے بارہ میں یقینی معلومات حاصل ہو جائیں اور یہی کام بصیغہ راز ان کے سپرد کیا گیا تھا۔ اس لئے انہوں نے اس مختصر قافلے کو اپنے قبضہ میں لانے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ یہ خیال بہت دُور کا ہے کہ وہ بھیجے تو گئے تھے قریش مکہ کی جنگی تیاریوں سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے لیکن انہوں نے قافلے کے لُوٹنے پر قناعت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس ہونے کو کافی سمجھ لیا۔

حضرت عبداللہ بن جحش بڑے پائے کے صحابی تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قابل اعتماد رازدار کو اس مہم کے لئے منتخب فرمایا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش مکہ کی جنگی تیاریوں کے متعلق علم ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تیاری شروع کر دی اور اس تیاری میں پوری رازداری سے کام لیا۔ (ماخوذ از صحیح البخاری ترجمہ و شرح حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب جلد8 صفحہ 15 کتاب المغازی باب قصہ غزوۂ بدر مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

وہ لکھتے ہیں کہ بیشک مغازی میں ایسی روایتیں آتی ہیں یعنی جو جنگوں کی روایات ہیں ان میں یہ آتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش اور آپ کے ساتھیوں پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ لیکن یہ ناراضگی اس لحاظ سے بجا تھی کہ ان کی مہم سے متعلق ایسی صورت پیدا ہو گئی تھی جو فتنہ کا موجب بن سکتی تھی۔ مگر بسا اوقات بعض امور جو بظاہر غلطیاں معلوم ہوتے ہیں منشائے الٰہی کے تحت صادر ہوتی ہیں اور بعض معمولی واقعات عظیم الشان نتائج پر منتج ہو جاتے ہیں۔ پس عین ممکن تھا کہ حضرت عبداللہ بن جحش کی مہم نہ بھیجی جاتی اور ان سے جو کچھ ہوا وہ نہ ہوتا اور ابوسفیان کی سرکردگی میں شام سے آنے والا قافلہ مکّہ میں بلاخطر پہنچ جاتا تو قریش اس قافلے سے فائدہ اٹھا کر بہت بڑی تیاری کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے جس کا مقابلہ کرنا قلیل التعداد بے سروسامان صحابہ کے لئے ناگوار صورت رکھتا۔ لیکن حضرت عبداللہ بن جحش کے واقعہ سے مغرور سرداران قریش آگ بگولہ ہو گئے اور اس طیش اور غرور میں جلدی سے وہ ایک ہزار کے لگ بھگ مسلح افواج کے ساتھ اس زعم میں مقام بدر پر پہنچ گئے کہ وہ اپنے قافلے کو بچائیں اور وہ نہیں جانتے تھے کہ وہیں ان کی موت مقدر ہے۔ اور دوسری طرف اس بات کا بھی امکان تھا کہ اگر صحابہ کرام کو یہ معلوم ہوتا کہ ایک مسلح فوج کے مقابلہ کے لئے انہیں لے جایا جا رہا ہے تو ان میں سے بعض تردّد میں پڑ جاتے۔ پس رازداری نے وہ کام کیا جو جنگ میں ایسے مورچے کام دیتے ہیں جنہیں آجکل جنگی اصطلاح میں اوٹ کہا جاتا ہے یا camouflage بھی کہا جاتا ہے۔" (ماخوذ از صحیح البخاری ترجمہ و شرح حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب جلد8 صفحہ 17 کتاب المغازی باب قصہ غزوۂ بدر مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

تاریخ میں لکھا ہے "خدا اور رسول کی محبت نے ان کو تمام دنیا سے بے نیاز کر دیا تھا۔ انہیں اگر کوئی تمنا تھی تو صرف یہ کہ جانِ عزیز کسی طرح راہ خدا میں نثار ہو جائے۔ چنانچہ ان کی یہ آرزو پوری ہوئی اور اَلْمُجَدَّعُ فِی اللّٰہ۔ (خدا کی راہ میں کان کٹا ہوا) ان کے نام کا امتیازی نشان ہو گیا۔"

(اسد الغابہ جلد3 صفحہ 90 عبداللہ بن جحش مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

حضرت عبداللہ بن جحش کے بارے میں مزید تفصیل کہ آپ کی دعا کس طرح قبول ہوتی تھی۔ آپ کی شہادت سے قبل کی دعا کی قبولیت کا ایک واقعہ مشہور ہے۔ اسحاق بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جحش نے میرے والد یعنی سعد سے غزوۂ اُحد کے دن کہا کہ آؤ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں چنانچہ دونوں ایک جانب ہو گئے۔ پہلے حضرت سعد نے دعا کی کہ اے اللہ جس وقت میں کل دشمنوں سے ملوں تو میرا مقابلہ ایسے شخص سے ہو جو حملہ کرنے میں سخت ہو اور اس کا رعب غالب ہو۔ پس میں اس سے لڑوں اور اس کو تیری راہ میں قتل کر دوں اور اس کے ہتھیاروں کو لے لوں۔ اس پر عبداللہ بن جحش نے آمین کہی۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن جحش نے یہ دعا کی کہ اے اللہ! کل میرے سامنے ایسا شخص آئے جو حملہ کرنے میں سخت ہو اور اس کا رعب غالب ہو اس سے میں تیری خاطر قتال کروں اور وہ مجھ سے قتال کرے۔ وہ غالب آ کر مجھے قتل کر دے اور مجھ کو پکڑ کر میری ناک کان کاٹ ڈالے۔ پس جس وقت میں تیرے حضور حاضر ہوں تو تُو مجھ سے پوچھے کہ اے عبداللہ! کس کی راہ میں تیری ناک اور تیرے دونوں کان کاٹے گئے۔ میں عرض کروں کہ تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں۔ جواب میں تُو یہ کہے کہ تُو نے سچ کہا۔ حضرت سعد کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جحش کی دعا میری دعا سے بہتر تھی۔ اس لئے کہ اخیر دن میں مَیں نے ان کی ناک اور دونوں کانوں کو دیکھا کہ ایک دھاگے میں معلّق تھے۔ (ماخوذ از اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 90 عبداللہ بن جحشؓ مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)۔
یعنی کٹے ہوئے تھے اور انہیں پرویا ہوا تھا۔

یہ ظالمانہ فعل ہے جو وہ کافر کرتے تھے اور یہی آجکل بھی بعض دفعہ بعض شدت پسند مسلمان اسلام کے نام پر کر رہے ہیں۔

حضرت مطلب بن عبداللہ بن حنطب کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس روز اُحد کی جانب روانہ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ میں مدینہ کے قریب ایک جگہ شیخین کے پاس رات قیام کیا جہاں حضرت اُمّ سلمہ ایک بُھنی ہوئی دستی لائیں جس میں سے آنحضورؐ نے نوش فرمایا۔ اسی طرح نبیذ لائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیذ بھی پی۔ میرا خیال ہے کہ یہ ایک طرح ہریرہ ٹائپ کی کوئی چیز تھی۔ پھر ایک شخص نے وہ نبیذ والا پیالہ لے لیا اور اس میں سے کچھ پیا۔ پھر وہ پیالہ حضرت عبداللہ بن جحش نے لے لیا اور اس کو ختم کر دیا۔ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن جحش سے کہا کہ کچھ مجھے بھی دے دو۔ تمہیں معلوم ہے کہ کل صبح تم کہاں جاؤ گے؟ تو حضرت عبداللہ بن جحش نے کہا کہ ہاں مجھے معلوم ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملنا کہ میں سیراب ہوں۔ (یعنی اچھی طرح کھایا پیا ہو۔) اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اس سے پیاسا ہونے کی حالت میں ملوں۔ (الطبقات الکبریٰ جلد3 صفحہ 50 ومن بنی حلفاء بنی شمس... الخ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

صحابہ کا بھی اللہ تعالیٰ سے پیار کا یہ عجیب انداز ہے اور اس کے لئے ان کے تیاری کے بھی عجیب رنگ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن جحش اور حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا تھا۔ حضرت حمزہ حضرت عبداللہ بن جحش کے خالو تھے اور شہادت کے وقت آپ کی عمر چالیس سال سے کچھ زائد تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ترکہ کے ولی بنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بیٹے کو خیبر میں مال خرید کر دیا۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ جلد3 صفحہ90 عبداللہ بن جحشؓ مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

حضرت عبداللہ بن جحش کو صائب الرائے ہونے کی فضیلت بھی حاصل تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے متعلق جن صحابہ سے مشورہ مانگا ان میں آپ بھی شامل تھے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد3 صفحہ16 عبداللہ بن جحشؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ اُحد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی پر حضرت عبداللہ بن جحش کی ہمشیرہ کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں جو تاریخ میں اس طرح آیا ہے یا آپ نے اپنے

الفاظ میں اس طرح بیان کیا کہ ”اس جنگ میں یعنی اُحد کی جنگ میں ہم دیکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح بلند حوصلگی اور اپنے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ پیش کیا اور لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور دلجوئی کی۔ اس جنگ کے حالات سے پتا چلتا ہے کہ آپ اخلاق کے کتنے بلند ترین مقام پہ کھڑے تھے اور اس جنگ میں صحابہ کی عدیم المثال قربانیوں کا بھی پتہ چلتا ہے۔ لکھتے ہیں کہ میں اس وقت کی بات کر رہا ہوں جب آپ جنگ ختم ہونے پر مدینہ واپس تشریف لا رہے تھے۔ مدینہ کی عورتیں جو آپ کی شہادت کی خبر سن کر بیقرار تھیں۔ اب وہ آپ کی آمد کی خبر سن کر آپ کے استقبال کے لئے مدینہ سے باہر کچھ فاصلہ پر پہنچ گئی تھیں۔ ان میں آپ کی ایک سالی حِمنہ بنت جحش بھی تھیں۔ ان کے تین نہایت قریبی رشتہ دار جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں دیکھا تو فرمایا کہ اپنے مُردہ کا افسوس کرو۔ یہ عربی زبان کا ایک محاورہ ہے جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ تمہارا عزیز مارا گیا ہے۔ حِمنہ بنت جحش نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس مُردہ کا افسوس کروں۔ آپ نے فرمایا تمہارا ماموں حمزہ شہید ہو گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت حِمنہ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ پڑھا اور پھر کہا اللہ تعالیٰ ان کے مدارج بلند کرے وہ کیسی اچھی موت مرے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اچھا اپنے ایک اور مرنے والے کا افسوس کرلو۔ حِمنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کا؟ آپ نے فرمایا تمہارا بھائی عبداللہ بن جحش بھی شہید ہو گیا ہے۔ حِمنہ نے پھر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ پڑھا اور کہا الحمدللہ وہ تو بڑی اچھی موت مرے ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا حِمنہ! اپنے ایک اور مُردے کا بھی افسوس کرو۔ اس نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کا؟ آپ نے فرمایا تیرا خاوند بھی شہید ہو گیا۔ یہ سن کر حِمنہ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور اس نے کہا ہائے افسوس۔ یہ دیکھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو عورت کو اپنے خاوند کے ساتھ کتنا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ جب میں نے حِمنہ کو اس کے ماموں کے شہید ہونے کی خبر دی تو اس نے پڑھا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ جب میں نے اسے اس کے بھائی کے شہید ہونے کی خبر دی تو اس نے پھر بھی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ہی پڑھا۔ لیکن جب میں نے اس کے خاوند کے شہید ہونے کی خبر دی تو اس نے ایک آہ بھر کر کہا کہ ہائے افسوس اور وہ اپنے آنسوؤں کو روک نہ سکی اور گھبرا گئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کو ایسے وقت میں اپنے عزیز ترین رشتہ دار اور خونی رشتہ دار بھول جاتے ہیں لیکن اسے محبت کرنے والا خاوند یاد رہتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے حِمنہ سے پوچھا تم نے اپنے خاوند کی وفات کی خبر سن کر ہائے افسوس کیوں کہا تھا؟ حِمنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اس کے بیٹے یاد آ گئے تھے کہ ان کی کون رکھوالی کرے گا۔“

(یہاں خاوند کی محبت اپنی جگہ۔ ایک محبت کرنے والا خاوند ہو تو بیوی یاد رکھتی ہے۔ لیکن اس کے بچوں کی فکر تھی۔ اس کا اظہار انہوں نے کیا۔ اور اس میں آجکل کے مَردوں کے لئے بھی اور عورتوں کے لئے بھی سبق ہے کہ محبت کرنے والے خاوند بنیں اور بچوں کی فکر کرنے والی مائیں بنیں۔ اور محبت کرنے والے خاوند بننے کے لئے بیوی اور بچوں کے حق ادا کرنے بھی ضروری ہیں جس کی آجکل بڑی شکایتیں ملتی ہیں کہ حق ادا نہیں ہو رہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کیسا خوبصورت ارشاد فرمایا۔) ”آپ نے حِمنہ کو فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کی تمہارے خاوند سے بہتر خبر گیری کرنے والا کوئی شخص پیدا کرے۔ یعنی بچوں کی خبر گیری کرنے والا کوئی بہتر شخص پیدا ہو جائے۔ چنانچہ اسی دعا کا نتیجہ تھا کہ حِمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت طلحہ کے ساتھ ہوئی اور ان کے ہاں محمد بن طلحہ پیدا ہوئے۔ مگر تاریخوں میں ذکر آتا ہے کہ حضرت طلحہ اپنے بیٹے محمد کے ساتھ اتنی محبت اور شفقت نہیں کرتے تھے جتنی کہ حِمنہ کے پہلے بچوں کے ساتھ اور لوگ یہ کہتے تھے کہ کسی کے بچوں کو اتنی محبت سے پالنے والا طلحہ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں۔ اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا نتیجہ تھا“۔

(ماخوذ از ’مصائب کے نیچے برکتوں کے خزانے مخفی ہوتے ہیں‘، انوار العلوم جلد19 صفحہ 57-56)

پھر دوسرا ذکر حضرت کعب بن زید کا ہے جو صحابی ہیں۔ آپ کا نام کعب بن زید بن قیس بن مالک ہے قبیلہ بنو نجار سے آپ کا تعلق تھا۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر میں حاضر ہوئے اور غزوہ خندق میں شہید ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کو اُمیّہ بن ربیعہ بن صخر کا تیر لگا تھا۔ آپ بئر معونہ کے اصحاب میں سے ہیں جہاں ان کے سب ساتھی شہید ہو گئے تھے۔ صرف آپ ہی زندہ بچے تھے۔

(الاستیعاب جلد3 صفحہ 376 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

بئر معونہ جو ہے وہ جگہ وہ ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ایک قبیلے کے کہنے پر اپنے ستّر صحابہ کو بھیجا جن میں سے بہت سارے حافظ قرآن اور قاری تھے اور ان لوگوں نے دھوکہ سے ان سب کو شہید کر دیا سوائے حضرت کعب کے اور آپ بھی بئر معونہ کے واقعہ میں اس لئے زندہ بچے کہ آپ اس وقت پہاڑی پر چڑھ گئے تھے اور بعض روایات کے مطابق کفار نے حملہ کر کے آپ کو بھی بڑا شدید زخمی کر دیا تھا اور کافر آپ کو مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے۔ لیکن اس وقت آپ میں جان تھی اور اس کے بعد پھر کچھ دنوں میں وہ مدینہ پہنچے اور پھر ان کو زندگی بہرحال مل گئی اور ٹھیک ہو گئے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 518 تا 519)

تیسرا ذکر حضرت صالح شُقران کا ہے۔ ان کا نام صالح تھا اور لقب شُقران تھا اور اسی سے آپ معروف تھے۔ حضرت صالح شُقران حضرت عبداللہ بن عوف کے حبشی نژاد غلام تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی خدمت گزاری کے لئے پسند فرمایا اور حضرت عبدالرحمن کو قیمت دے کر ان سے خرید لیا اور بعض روایات کے مطابق حضرت عبدالرحمن بن عوف نے ان کو بلا معاوضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کیا تھا۔ (اسد الغابہ جلد2 صفحہ 392 شقرانؓ مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

حضرت صالح شُقران غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ چونکہ اس وقت مملوک تھے آزاد نہیں تھے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حصہ مقرر نہ فرمایا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صالح شُقران کو قیدیوں کا نگران مقرر فرمایا۔ حضرت صالح شُقران جن لوگوں کے قیدیوں کی نگرانی کرتے تھے وہ بدلہ میں خود معاوضہ دیتے تھے۔ چنانچہ ان کو مال غنیمت سے زیادہ مال حاصل ہوا۔ (سیرت ابن کثیر باب ذکر عبیدہؓ... صفحہ 750 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2005ء)۔ مال غنیمت میں تو حصہ نہیں ملا لیکن اس نگرانی کی وجہ سے مال غنیمت سے زیادہ مال ان کو ملا“۔ ”غزوۂ بدر کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد فرما دیا تھا“۔

(اسد الغابہ جلد2 صفحہ 392 شقران مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

حضرت جعفر بن محمد صادق کہتے ہیں کہ حضرت شُقران اہل صُفّہ میں سے تھے۔ (حلیۃ الاولیاء جلد اوّل صفحہ 348 ذکر اھل الصفۃ مطبوعہ مکتبۃ الایمان المنصورہ 2007ء)۔ ان لوگوں میں سے تھے جو ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر بیٹھے رہتے تھے۔ حضرت شُقران کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل اور تدفین میں بھی شامل تھے۔

(الاصابہ جلد3 صفحہ 284 شقران مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2005ء)

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی قمیص میں ہی غسل دیا گیا اور آپ کی قبر میں حضرت علی، حضرت فضل بن عباس، حضرت قُثَم بن عباس اور حضرت شُقران اور حضرت اوس بن خَوَلِی داخل ہوئے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 4 صفحہ 84 حدیث 7143 جماع ابواب التکبیر علی الجنائز... الخ مکتبہ الرشد ریاض 2004ء)

حضرت شُقران اس بارے میں یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے ہی قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے مخملی چادر بچھائی تھی۔

(سنن الترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی الثوب الواحد... الخ حدیث 1047)

صحیح مسلم کی روایت کے مطابق وہ سرخ رنگ کی مخملی چادر تھی۔ (صحیح مسلم کتاب الجنائز باب جعل القطیفۃ فی القبر حدیث 2241)۔ یہ وہ چادر تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو استعمال فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت شُقران بیان کرتے تھے کہ میں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا اس کو اوڑھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس چادر کو اوڑھتے اور بچھایا بھی کرتے تھے۔ (المنہاج بشرح صحیح مسلم از امام نووی صفحہ 749 کتاب الجنائز باب جعل القطیفۃ فی القبر حدیث 967 مطبوعہ دار ابن حزم 2002ء)

غزوہ مُریسیع کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شُقران کو قیدیوں اور اہل مُریسیع کے کیمپوں سے جو مال و متاع اور اسلحہ اور جانور وغیرہ ملے تھے ان پر نگران مقرر فرمایا تھا۔ (امتاع الاسماع جلد6 صفحہ 316 فصل فی ذکر موالی رسول اللہ ﷺ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1999ء)۔ اس لحاظ سے بڑے قابل اعتماد، قابل اعتبار تھے۔ نگرانی کیا کرتے تھے۔ ان کے بارے میں ذکر ملتا ہے کہ حضرت عمر نے حضرت شُقران کے صاحبزادے عبدالرحمن بن شُقران کو حضرت ابوموسیٰ اشعری کی طرف روانہ کیا اور لکھا کہ میں تمہاری طرف ایک صالح آدمی عبدالرحمن بن صالح شُقران کو بھیج رہا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ان کے والد کے مقام کا

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

لحاظ رکھتے ہوئے اس سے سلوک کرنا۔
(الاصابہ جلد 5 صفحہ 31 عبدالرحمن بن شُقران مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2005ء)

یہ وہ مقام تھا جو اسلام نے غلاموں کو بھی دیا کہ نہ صرف غلامی سے آزاد کیا بلکہ ان کی اولادیں بھی قابل احترام ٹھہریں۔ ایک روایت ہے کہ حضرت شُقران نے مدینہ میں رہائش اختیار کی تھی اور آپ کا ایک گھر بصرہ میں بھی تھا۔ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں آپ کی وفات ہوئی۔ (الاصابہ جلد 3 صفحہ 285 شُقرانؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2005ئ) (امتاع الاسماع جلد 6 صفحہ 316 فصل فی ذکر موالی رسول اللہ ﷺ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1999ء)

اگلا ذکر ہے حضرت مالک بن دُخشُم کا۔ ان کا تعلق قبیلہ خزرج کے خاندان بنو غَنم بن عوف سے تھا۔ آپ کی ایک بیٹی تھیں جن کا نام فُریعہ تھا۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 282 مالک بن الدخشم مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

علماء اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں کہ آیا حضرت مالک بن دُخشُم بیعت عُقبہ میں شریک ہوئے تھے یا نہیں۔ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عُقبہ کے نزدیک آپ بیعت عقبہ میں شریک ہوئے تھے۔ بہرحال یہ علماء کی بحث چلتی ہی رہتی ہے۔ حضرت مالک بن دُخشُم غزوہ بدر، اُحد، خندق اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمرکاب رہے۔ (الاستیعاب جلد 3 صفحہ 406-405 مالک بن الدخشم مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

سہیل بن عمرو قریش کے بڑے اور باعزت سرداروں میں سے ایک تھے۔ وہ جنگ بدر میں مشرکین کی طرف سے شامل ہوئے اور ان کو حضرت مالک بن دُخشُم نے قیدی بنایا۔

روایت میں آتا ہے کہ عامر بن سعد اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے غزوہ بدر کے دن سہیل بن عمرو کو تیر مارا جس سے ان کی رَگ کٹ گئی تھی۔ میں بہتے ہوئے خون کے دھبوں کے پیچھے چلتا گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت مالک بن دُخشُم نے اس کو پیشانی کے بالوں سے پکڑا ہوا تھا۔ میں نے کہا یہ میرا قیدی ہے۔ میں نے اسے تیر مارا تھا۔ لیکن حضرت مالک نے کہا کہ یہ میرا قیدی ہے میں نے اسے پکڑا ہے۔ پھر وہ دونوں سہیل کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل کو ان دونوں سے لے لیا اور رَوحاء کے مقام پر سہیل حضرت مالک بن دُخشُم کے ہاتھ سے نکل گیا۔ حضرت مالک نے لوگوں میں بلند آواز سے صدا لگائی اور اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا کہ جس کو بھی وہ ملے اسے قتل کر دیا جائے۔ جنگ کے لئے آئے تھے۔ مسلمانوں سے لڑائی کی تھی۔ قیدی بنے تو وہاں سے نکل گئے۔ دوبارہ خطرہ پیدا ہو سکتا تھا کہ بہرحال وہ جنگی قیدی تھا۔ اس کے لئے حکم ہوا۔ لیکن اس کی زندگی بچنی تھی۔ سہیل بن عمرو بجائے کسی اور کو ملتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی ملا۔ لیکن جب ملا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قتل نہیں کیا۔ اگر کسی اور صحابی کے ہاتھ چڑھ جاتا تو وہ قتل کر دیتے۔ لیکن چونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا اس لئے آپ نے قتل نہیں کیا۔"

(یہ اُسوہ ہے اور آپ کا یہ اُسوہ ان ظالموں کو جواب ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ نے ظلم کیا اور قتل وغارت کی کہ قتل کا جو سزاوار تھا جس کے لئے فیصلہ بھی ہو چکا تھا وہ بھی جب آپ کو نظر آیا تو آپ نے اسے قتل نہیں کیا۔) 'ایک روایت کے مطابق سہیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیکر کے درختوں کے جھنڈ میں ملا تھا۔ جس پر آپ نے حکم دیا کہ اس کو پکڑ لو۔ اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ باندھ دیئے گئے۔ یعنی قید کر لیا گیا"۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد 12 جزء 24 صفحہ 333 سہیل بن عمرو بن عبد شمس... مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

صحیح بخاری میں یہ روایت ہے کہ حضرت عِتبان بن مالک جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان انصاری صحابہ میں سے تھے جو بدر میں شریک ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ! میری بینائی کمزور ہو گئی ہے۔ میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں۔ جب بارشیں ہوتی ہیں تو اس نالے میں جو میرے اور ان کے درمیان ہے سیلاب آ جاتا ہے اور میں ان کی مسجد میں آ کر انہیں نماز نہیں پڑھا سکتا۔ یا رسول اللہ میری خواہش ہے کہ آپ میرے پاس آئیں اور میرے گھر میں نماز پڑھیں اور میں اسے مسجد بنا لوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انشاء اللہ میں آؤں گا۔ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن صبح جس وقت دن چڑھا تو میرے ہاں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مانگی۔ میں نے آپ کو اجازت دی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو بیٹھے نہیں بلکہ فرمایا کہ تم اپنے گھر میں کہاں چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں۔ وہ کہتے ہیں میں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کر کے آپ کو بتایا کہ یہاں میں چاہتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے وہاں کھڑے ہو گئے۔ وہاں نماز پڑھی اور اللہ اکبر کہا اور ہم بھی کھڑے ہو گئے اور صف باندھ لی۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر سلام پھیرا۔ راوی کہتے ہیں ہم نے آپ کو خَزِیرَہ گوشت اور آٹے یا روٹی سے تیار کردہ جو کھانا ہوتا ہے۔ وہ پیش کرنے کے لئے روک لیا جو ہم نے آپ کے لئے تیار کیا ہوا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ گھر میں محلے کے کچھ اور آدمی اِدھر اُدھر سے آ گئے۔ جب وہ اکٹھے ہو گئے تو ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا کہ مالک بن دُخشُم کہاں ہے؟ تو ان میں سے کسی نے کہا کہ وہ تو منافق ہے۔ اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا۔ شاید نہ آنے کی وجہ سے کہا۔ اس علاقے میں رہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مت کہو کیا تم اسے نہیں دیکھتے کہ اس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اقرار کیا ہے۔ اور اس سے وہ اللہ کی رضامندی ہی چاہتا ہے۔ اس کہنے والے نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ ہم تو اس کی توجہ اور اس کی خیر خواہی منافقین کے لئے ہی دیکھتے ہیں۔" (شاید دل کی نرمی کی وجہ سے وہ چاہتے ہوں گے کہ منافقین کو بھی تبلیغ کریں اور ان کو اسلام کے قریب لائیں۔ اس لئے ہمدردی بھی رکھتے ہوں گے اور اس کی وجہ سے صحابہ میں غلط فہمی پیدا ہوگئی تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یقیناً اس شخص پر آگ حرام کر دی ہے جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اقرار کیا بشرطیکہ وہ اس اقرار سے اللہ کی رضامندی چاہتا ہو"۔
(صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب المساجد فی البیوت حدیث 425)

تو یہ جواب ہے ان نام نہاد علماء کو بھی جو کفر کے فتوے لگانے والے ہیں اور خاص طور پر احمدیوں پر اس حوالے سے ظلم کرنے والے ہیں۔ یہ نام نہاد علماء کے اپنے فتووں نے ہی مسلمان ملکوں کے امن وسکون کو برباد کیا ہوا ہے۔ پاکستان میں آجکل لَبَّیک یَا رُسُولَ اللّٰہ تنظیم چلی ہوئی ہے۔ وہ نعرے تو لگاتے ہیں۔ لَبَّیک یَا رُسُولَ اللّٰہ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہتا ہے اس کو بھی تم یہ نہ کہو کہ مسلمان نہیں ہے۔ اگر وہ اللہ کی رضا چاہتے ہوئے یہ بات کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر آگ حرام کر دی ہے۔ اور یہ کہتے ہیں نہیں تم لوگ اللہ کی رضا چاہتے ہوئے نہیں کہتے۔ دلوں کا حال یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے قوم کو بچا کے رکھے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عِتبان بن مالک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضرت مالک بن دُخشُم منافق ہیں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی شہادت نہیں دیتا۔ عِتبان نے جواب دیا کیوں نہیں مگر اس کی گواہی کوئی نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا وہ نماز نہیں پڑھتا؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ وَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ لیکن اس کی نماز کوئی نماز نہیں ہے۔ (شاید ان لوگوں میں سے بھی بعض لوگوں میں آجکل کے بعض مولویوں کی طرح سختی تھی۔) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی طرف سے کسی قسم کی رائے قائم کرنے سے منع فرمایا ہے"۔ (اسد الغابہ جلد 4 صفحہ 230 مالک بن الدخشم مطبوعہ دارالفکر بیروت 2003ء)۔ دلوں کا حال صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا لیکن ان علماء اور خاص طور پر پاکستانی علماء کے بقول ان کے پاس یہ سند ہے، لائسنس ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر جو چاہیں ظلم کرتے رہیں۔

حضرت انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت مالک بن دُخشُم کو برا بھلا کہا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ۔ کہ تم میرے ساتھیوں کو برا بھلا مت کہو۔
(الاستیعاب جلد 3 صفحہ 406 مالک بن الدخشم مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک سے واپسی پر مدینہ سے تھوڑے فاصلے پر ایک جگہ ذی اَوان میں قیام فرمایا تو آپ کو مسجد ضرار کے بارے میں وحی نازل ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مالک بن دُخشُم اور حضرت مَعن بن عدی کو بلا بھیجا اور مسجد ضرار کی طرف جانے کا ارشاد فرمایا۔ حضرت مالک بن دُخشُم اور حضرت مَعن بن عدی تیزی سے قبیلہ بنو سالم پہنچے جو کہ حضرت مالک بن دُخشُم کا قبیلہ تھا۔ حضرت مالک بن دُخشُم نے حضرت معن سے کہا کہ مجھے کچھ مہلت دو یہاں تک کہ میں گھر سے آگ لے آؤں۔ چنانچہ وہ گھر سے کھجور کی سوکھی ٹہنی کو آگ لگا کر لے آئے۔ پھر وہ دونوں مسجد ضرار گئے اور ایک روایت کے مطابق مغرب اور عشاء کے درمیان وہاں پہنچے اور وہاں جا کر اس کو آگ لگا دی اور اس کو زمین بوس کر دیا۔" (شرح زرقانی علی مواہب اللدنیہ جلد 4 صفحہ 98-97 باب غزوہ تبوک مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1996ء)

تو کسی غلط فہمی کی وجہ سے ہم صحابہ پر بدظنی نہیں کر سکتے۔ جن کے بارے میں بعض لوگوں کا یہ تاثر تھا کہ شاید یہ غلط راستہ پر چلے ہوئے ہیں یہاں تک کہ انہیں منافق بھی کہہ دیا لیکن بعد میں وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے منافقین کے مرکز کی تباہی کرنے والے بنے اور اس کو ختم کرنے والے بنے۔

اللہ تعالیٰ ان صحابہ کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور ہمیں بھی اپنے جائزے لینے کی توفیق عطا فرمائے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں اور کس حد تک ہم ان کو پورا کرنے والے ہیں۔

☆...☆...☆

ماہ رمضان سے متعلقہ بعض مسائل

(ماخوذ از کتاب ''فقہ المسیح'')

مسافر اور مریض فدیہ دیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا : اللہ تعالیٰ نے شریعت کی بناء آسانی پر رکھی ہے جو مسافر اور مریض صاحب مقدرت ہوں۔ان کو چاہئے کہ روزہ کی بجائے فدیہ دے دیں۔فدیہ یہ ہے کہ ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔

(بدر 17 اکتوبر 1907ء صفحہ 7)

... ...

فدیہ دینے کی کیا غرض ہے؟

ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تا کہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شے خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہئے۔خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔پس میرے نزدیک خوب ہے کہ دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا۔

(البدر 12 دسمبر 1902ء صفحہ 52)

... ...

فدیہ دینے سے روزہ ساقط نہیں ہوتا

حضرت مصلح موعودؓ تحریر فرماتے ہیں:

فدیہ دے دینے سے روزہ اپنی ذات میں ساقط نہیں ہو جاتا بلکہ یہ محض اس بات کا فدیہ ہے کہ اِن مبارک ایّام میں وہ کسی جائز شرعی عذر کی بناء پر باقی مسلمانوں کے ساتھ مل کر یہ عبادت ادا نہیں کر سکے۔آگے یہ عذر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک عارضی اور ایک مستقل۔ فدیہ بشرطِ استطاعت اِن دونوں حالتوں میں دینا چاہئے۔غرضیکہ خواہ کوئی فدیہ بھی دے دے بہرحال سال دو سال یا تین سال کے بعد جب بھی اُس کی صحت اجازت دے اُسے پھر روزے رکھنے ہوں گے۔سوائے اس صورت کے کہ پہلے مرض عارضی تھا اور صحت ہونے کے بعد ارادہ ہی کرتا رہا کہ آج رکھتا ہوں کل رکھتا ہوں کہ اِس دوران میں اس کی صحت پھر مستقل طور پر خراب ہو جائے۔ باقی جو بھی کھانا کھلانے کی طاقت رکھتا ہو اگر وہ مریض یا مسافر ہے تو اُس کے لئے ضروری ہے کہ رمضان میں ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے اور دوسرے ایّام میں روزے رکھے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب تھا اور آپ ہمیشہ فدیہ بھی دیتے تھے اور بعد میں روزے بھی رکھتے تھے اور اِسی کی دوسروں کو تاکید فرمایا کرتے تھے۔

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 389)

... ...

فدیہ کسے دیں؟

سوال پیش ہوا کہ جو شخص روزہ رکھنے کے قابل نہ ہو، اس کے عوض مسکین کو کھانا کھلانا چاہئے۔اس کھانے کی رقم قادیان کے یتیم فنڈ میں بھیجنا جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا:۔

ایک ہی بات ہے خواہ اپنے شہر میں مسکین کو کھلائے یا یتیم اور مسکین فنڈ میں بھیج دے۔

(بدر 7 فروری 1907ء صفحہ 4)

... ...

مزدور بھی مریض کے حکم میں ہے

(1) بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں سے جبکہ کام کی کثرت مثل تخم ریزی و درودگی ہوتی ہے۔ایسے ہی مزدوروں سے جن کا گذارہ مزدوری پر ہے روزہ نہیں رکھا جاتا ان کی نسبت کیا ارشاد ہے؟

فرمایا:۔اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ ہر شخص تقویٰ و طہارت سے اپنی حالت سوچ لے۔اگر کوئی اپنی جگہ مزدوری پر رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے۔ پھر جب میسر ہو رکھ لے۔

(2) اور وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ (البقرة:185) کی نسبت فرمایا کہ:

اس کے معنی یہ ہیں کہ جو طاقت نہیں رکھتے۔

(بدر 26 ستمبر 1907ء صفحہ 7)

... ...

روزہ کس عمر سے رکھا جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

بارہ سال سے کم عمر کے بچے سے روزہ رکھوانا تو میرے نزدیک جرم ہے اور بارہ سال سے پندرہ سال کی عمر کے بچے کو اگر کوئی روزہ رکھواتا ہے تو غلطی کرتا ہے۔ پندرہ سال کی عمر سے روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہئے اور اٹھارہ سال کی عمر میں روزے فرض سمجھنے چاہئیں۔

مجھے یاد ہے جب ہم چھوٹے تھے ہمیں بھی روزہ رکھنے کا شوق ہوتا تھا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں روزہ نہیں رکھنے دیتے تھے اور بجائے اس کے کہ ہمیں روزہ رکھنے کے متعلق کسی قسم کی تحریک کرنا پسند کریں ہمیشہ ہم پر روزہ کا رعب ڈالتے تھے۔

(الفضل 11/اپریل 1925ء صفحہ 7)

حضرت مصلح موعودؓ تحریر فرماتے ہیں۔

یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ شریعت نے چھوٹی عمر کے بچّوں کو روزہ رکھنے سے منع کیا ہے لیکن بلوغت کے قریب انہیں کچھ روزے رکھنے کی مشق ضرور کرانی چاہئے۔ مجھے جہاں تک یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے پہلا روزہ رکھنے کی اجازت بارہ یا تیرہ سال کی عمر میں دی تھی۔لیکن بعض بے وقوف چھ سات سال کے بچّوں سے روزہ رکھواتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمیں اس کا ثواب ہوگا۔ یہ ثواب کا کام نہیں بلکہ ظلم ہے کیونکہ یہ عمر نشوونما کی ہوتی ہے ۔ ہاں ایک عمر وہ ہوتی ہے کہ بلوغت کے دن قریب ہوتے ہیں اور روزہ فرض ہونے والا ہی ہوتا ہے اُس وقت اُن کو روزہ کی ضرور مشق کرانی چاہئے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت اور سنّت کو اگر دیکھا جائے تو بارہ تیرہ سال کے قریب کچھ کچھ مشق کرانی چاہئے اور ہر سال چند روزے رکھوانے چاہئیں۔ یہاں تک کہ اٹھارہ سال کی عمر ہو جائے جو میرے نزدیک روزہ کی بلوغت کی عمر ہے۔ مجھے پہلے سال صرف ایک روزہ رکھنے کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اجازت دی تھی۔ اِس عمر میں تو صرف شوق ہوتا ہے ۔اِس شوق کی وجہ سے بچے زیادہ روزے رکھنا چاہتے ہیں مگر یہ ماں باپ کا کام ہے کہ انہیں روکیں۔ پھر ایک عمر ایسی ہوتی ہے کہ اس میں چاہیے کہ بچّوں کو جرأت دلائیں کہ وہ کچھ روزے ضرور رکھیں۔اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھتے رہیں کہ وہ زیادہ نہ رکھیں۔ اور دیکھنے والوں کو بھی اِس پر اعتراض نہ کرنا چاہیے کہ یہ سارے روزے کیوں نہیں رکھتا۔ کیونکہ اگر بچّہ اس عمر میں سارے روزے رکھے گا تو آئندہ نہیں رکھ سکے گا۔ اِسی طرح بعض بچّے خلقی لحاظ سے کمزور ہوتے ہیں۔ مَیں نے دیکھا ہے بعض لوگ اپنے بچّوں کو میرے پاس ملاقات کے لئے لاتے ہیں تو بتاتے ہیں کہ اس کی عمر پندرہ سال ہے حالانکہ وہ دیکھنے میں سات آٹھ سال کے معلوم ہوتے ہیں۔ مَیں سمجھتا ہوں ایسے بچّے روزہ کے لئے شاید اکیس سال کی عمر میں بالغ ہوں۔ اِس کے مقابلہ میں ایک مضبوط بچّہ غالبًا پندرہ سال کی عمر میں ہی اٹھارہ سال کے برابر ہو سکتا ہے۔لیکن اگر وہ میرے اِن الفاظ ہی کو پکڑ کر بیٹھ جائے کہ روزہ کی بلوغت کی عمر اٹھارہ سال ہے تو نہ وہ مجھ پر ظلم کرے گا اور نہ خدا تعالیٰ پر بلکہ اپنی جان پر آپ ظلم کرے گا۔ اِسی طرح اگر کوئی چھوٹی عمر کا بچّہ پورے روزے نہ رکھے اور لوگ اُس پر طعن کریں تو وہ اپنی جان پر ظلم کریں گے۔ (تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 385)

... ...

کم عمری میں روزہ رکھنے کی ممانعت

حضرت نواب مبارکہ بیگمؓ صاحبہ تحریر فرماتی ہیں:۔

قبل بلوغت کم عمری میں آپؑ روزہ رکھوانا پسند نہیں کرتے تھے ۔بس ایک آدھ رکھ لیا کافی ہے۔حضرت امّاں جان نے میرا پہلا روزہ رکھوایا تو بڑی دعوتِ افطار دی تھی۔یعنی جو خواتینِ جماعت تھیں سب کو بلایا تھا۔اس رمضان کے بعد دوسرے یا تیسرے رمضان میں مَیں نے روزہ رکھ لیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا کہ آج میرا روزہ پھر ہے۔ آپؑ حجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ پاس سٹول پر دو پان لگے رکھے تھے۔غالبًا حضرت امّاں جانؓ بنا کر رکھ گئی ہوں گی۔آپ نے ایک پان اُٹھا کر مجھے دیا کہ لو یہ پان کھالو۔تم کمزور ہو، ابھی روزہ نہیں رکھنا۔ توڑ ڈالو روزہ۔ میں نے پان تو کھالیا مگر آپ سے کہا کہ صالحہ (یعنی ممانی جان مرحومہ چھوٹے ماموں جان کی اہلیہ محترمہ) نے بھی رکھا ہے۔اُن کا بھی تڑوا دیں۔فرمایا بلاؤ اس کو ابھی۔ میں بُلا لائی۔وہ آئیں تو اُن کو بھی دوسرا پان اُٹھا کر دیا اور فرمایا لو یہ کھالو۔تمہارا روزہ نہیں ہے ۔ میری عمر دس سال کی ہوگی غالبًا۔

(تحریراتِ مبارکہ صفحہ 227، 228)

... ...

شوّال کے چھ روزوں کا التزام

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جوانی کا ذکر فرمایا کرتے تھے کہ اس زمانہ میں مجھ کو معلوم ہوا یا فرمایا اشارہ ہوا کہ اس راہ میں ترقی کرنے کے لئے روزے رکھنے بھی ضروری ہیں۔ فرماتے تھے پھر میں نے چھ ماہ لگاتار روزے رکھے اور گھر میں یا باہر کسی شخص کو معلوم نہ تھا کہ میں روزہ رکھتا ہوں۔ صبح کا کھانا جب گھر سے آتا تھا تو میں کسی حاجتمند کو دے دیتا تھا اور شام کا خود کھالیتا تھا۔ میں نے حضرت والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ آخر عمر میں بھی آپ نفلی روزے رکھتے تھے یا نہیں؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ آخر عمر میں بھی آپ روزے رکھا کرتے تھے۔ خصوصًا شوال کے چھ روزے التزام کے ساتھ رکھتے تھے۔ اور جب کبھی آپ کو کسی خاص کام کے متعلق دعا کرنا ہوتی تھی تو آپ روزہ رکھتے تھے۔ ہاں مگر آخری دو تین سالوں میں بوجہ ضعف و کمزوری رمضان کے روزے بھی نہیں رکھ سکتے تھے۔ (خاکسار عرض کرتا ہے کہ کتاب البریہ میں حضرت صاحب نے روزوں کا زمانہ آٹھ نو ماہ بیان کیا ہے۔)

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 14)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا کہ شوال کے مہینے میں عید کا دن گزرنے کے بعد چھ روزے رکھتے تھے۔اس طریق کا احیاء ہماری جماعت کا فرض ہے۔

ایک دفعہ حضرت صاحب نے اس کا اہتمام کیا تھا کہ تمام قادیان میں عید کے بعد چھ دن تک رمضان ہی کی طرح اہتمام تھا۔آخر میں چونکہ حضرت صاحب کی عمر زیادہ ہوگئی تھی اور بیمار بھی رہتے تھے اس لئے دو تین سال آپ نے روزے نہیں رکھے۔جن لوگوں کو علم نہ ہو وہ سُن لیں اور جو غفلت میں ہوں ہوشیار ہو جائیں کہ سوائے ان کے جو بیمار اور کمزور ہونے کی وجہ سے معذور ہیں۔ چھ روزے رکھیں۔ اگر مسلسل نہ رکھ سکیں تو وقفہ ڈال کر بھی رکھ سکتے ہیں۔(الفضل 8 جون 1922ء صفحہ 7)

... ...

روزہ کی حالت میں آئینہ دیکھنا

حضرت اقدسؑ کی خدمت میں سوال پیش ہوا کہ روزہ دار کو آئینہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں۔فرمایا :

''جائز ہے۔'' (بدر 7 فروری 1907ء صفحہ 4)

... ...

روزہ کی حالت میں سر یا داڑھی کو تیل لگانا

حضرت اقدسؑ کی خدمت میں سوال پیش ہوا کہ حالتِ روزہ میں سر کو یا داڑھی کو تیل لگانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا:

''جائز ہے۔'' (بدر 7 فروری 1907ء صفحہ 4)

... ...

روزہ کی حالت میں آنکھ میں دوائی ڈالنا

حضرت اقدسؑ کی خدمت میں سوال پیش ہوا کہ روزہ دار کی آنکھ بیمار ہو تو اس میں دوائی ڈالنی جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا :

''یہ سوال ہی غلط ہے۔ بیمار کے واسطے روزہ رکھنے کا حکم نہیں۔'' (بدر 7 فروری 1907ء صفحہ 4)

... ...

روزہ دار کا خوشبو لگانا

سوال پیش ہوا کہ روزہ دار کو خوشبو لگانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا :

''جائز ہے۔''(بدر 7 فروری 1907ء صفحہ 4)

... ...

روزہ دار کا آنکھوں میں سرمہ ڈالنا

سوال پیش ہوا کہ روزہ دار آنکھوں میں سرمہ ڈالے یا نہ ڈالے؟

فرمایا : ''مکروہ ہے اور ایسی ضرورت ہی کیا ہے کہ دن کے وقت سرمہ لگائے۔رات کو سرمہ لگا سکتا ہے۔''

(بدر 7 فروری 1907ء صفحہ 4)

... ...

نمازِ تراویح

حضرت ظہور الدین اکمل صاحب آف گولیکی نے بذریعہ تحریر حضرت سے دریافت کیا کہ رمضان شریف میں رات کو اُٹھنے اور نماز پڑھنے کی تاکید ہے لیکن عمومًا محنتی، مزدور، زمیندار لوگ جو ایسے اعمال کے بجالانے میں غفلت دکھاتے ہیں اگر اوّل شب میں ان کو گیارہ رکعت تراویح بجائے آخر شب کے پڑھا دی جائیں تو کیا یہ جائز ہوگا۔

حضرت اقدسؑ نے جواب میں فرمایا

''کچھ حرج نہیں، پڑھ لیں۔''

(بدر 18/اکتوبر 1906ء صفحہ 4)

... ...

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

جرمنی کے شہر ’’آخن‘‘ میں قرآن کریم کے تراجم کی نمائش کا انعقاد

رپورٹ: طاہر احمد بھٹی۔ جرمنی

اپریل کے وسط میں جرمنی کے شہر آخن میں جماعت احمدیہ جرمنی کے زیر اہتمام ایک نمائش کا اہتمام کیا گیا جو پانچ روز جاری رہی۔ نمائش شہر کے پُرہجوم مرکز میں لگائی گئی اور پانچوں دن تمام شعبہ ہائے زندگی کے افراد کی توجہ کا مرکز بنی رہی۔ اس کے زائرین کی تعداد ساڑھے تین ہزار سے زائد رہی اور لوگوں کی دلچسپی میں روزافزوں اضافہ دیکھنے میں آیا۔

آخن شہر جرمنی کے عین بارڈر پر واقع ہے اور بیلجیم اور ہالینڈ کی سرحدوں پر واقع ایک قدیم شہر ہے جو اپنی

تاثرات کے لئے رجسٹر بھی موجود تھا جہاں مہمان خوش دلی سے اپنے جذبات کا اظہار کرتے رہے۔

مہمانوں کی تواضع، نمائش کے جملہ انتظامات، ضیافت اور دیگر خدمات کے لئے مقامی خدام گروپس کی صورت میں ڈیوٹی دیتے رہے۔

اس نمائش کے حسن انتظام کا مقامی پولیس کے ڈیوٹی افسران پر خاص طور پر اچھا اثر تھا اور ایک پولیس افسر نے اپنی ڈیوٹی کے علاوہ نمائش کا تفصیلی معائنہ اور لٹریچر سے آگاہی

یونیورسٹیوں، قدیمی چرچ اور یورپ کے ایک بڑے ہسپتال اور ریسرچ انسٹیٹیوٹ، آئی۔ ڈبلیو۔ پی۔ آر۔ کے حوالے سے شہرت رکھتا ہے۔ اس کی آبادی ڈھائی لاکھ اور اس میں تعلیم کے لئے آنے والے طلباء کی تعداد پچاس ہزار بتائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ گھڑ سواری کی سالانہ کھیلوں کے انعقاد کے حوالے سے بھی یورپ بھر میں مشہور ہے۔

نمائش کا افتتاح IWPR، یونیورسٹی کے پروفیسر گنڈولف بروخ ہاس نے اپنے خیر مقدمی کلمات سے کیا۔

حاصل کرنے کے بعد یہ کہا کہ:

اگرچہ دنیا بھر میں پائی جانے والی اسلاموفوبیا کی فضا کی وجہ سے ایسی نمائش کے لئے ماحول سازگار تو نہیں تھا لیکن آپ کے پیغام اور پُرامن طرزِ عمل سے اس غلط فہمی کے دور ہونے میں مدد ملے گی جو اس وقت عام طور پر اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں پائی جاتی ہے اور آپ کے پُرامن مکالمے اور محبت کی فضا سے ہمارے شہر میں بھی باہمی محبت اور ہم آہنگی کو فروغ حاصل ہوگا۔

مرکز سے مربیان کا وفد، مقامی صدر جماعت اور ان کی ٹیم اور آخن کے مربی سلسلہ کے علاوہ شعبہ تبلیغ جرمنی کی ٹیم نے اس نمائش کے انتظام و انصرام میں بھرپور حصہ لیا۔

آنے والے زائرین کے لئے ہمہ وقت ڈیوٹی پر موجود خدام اور مربیان تھے جو تعارف کتب اور لٹریچر کے بارے میں معلومات بہم پہنچانے کے علاوہ مہمانوں کے سوالات کے جوابات بھی دیتے رہے۔ اسی طرح مہمانوں کے

نمائش کے زائرین میں عیسائی، یہودی، لامذہب اور مسلمانوں کے دیگر فرقوں کے لوگ بھی شامل تھے بلکہ مسلمان طلباء اپنے غیر مسلم ساتھیوں کو قرآن کریم کے اتنے زیادہ تراجم بڑے شوق اور فخر سے دکھاتے تھے۔

اپنے والدین کے ساتھ آئے ہوئے بچوں کے لئے بھی یہ جگہ دلچسپی کا باعث بنی رہی کیونکہ ان کی پوری توجہ کے ساتھ چاکلیٹ اور غباروں سے تواضع ہوتی رہی۔

بقیہ: رمضان کے مہینہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بہت سی برکتیں اور حکمتیں وابستہ ہیں از صفحہ 4

قرآن مجید کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے اس لئے رمضان شریف میں تلاوت قرآن مجید بڑی کثرت سے کرنی چاہئے۔ ہمارے بعض بزرگ تو ایسے بھی گزرے ہیں جنہوں نے اپنی ساری عمریں نبی کریم ﷺ کی احادیث کے جمع کرنے میں گزار دیں۔ لیکن جب رمضان آتا تو وہ حدیث کا سارا کام بستوں میں لپیٹ دیتے اور کہتے کہ اب یہ قرآن مجید پڑھنے کا مہینہ ہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے کئی ایک تو ایک ایک دن میں قرآن کریم کا دور ختم کرتے یعنی رمضان شریف کے ایک مہینے کے اندر وہ تیس دفعہ قرآن کریم کو پڑھتے۔

دوسری بات یہ کہ جب قرآن هُدًى لِّلنَّاسِ ہے۔ اور اس میں بَيِّنَاتِ ہدایت بھی درج ہیں اور پھر وہ الفرقان بھی ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم تلاوت کرتے ہوئے قرآن کریم کی آیات پر غور کریں اور فکر اور تدبّر سے کام لیں اور ساتھ ہی دعا بھی کریں کہ اے اللہ! ہمیں علم قرآن عطا کر اور اس کے حقیقی معنی سمجھا۔

تیسری بات جو بیان ہوئی ہے۔ وہ فَلْيَصُمْهُ ہے۔ کہ اس مہینے کے روزے رکھے۔ یہ ایک حکم ہے۔ کسی کو سمجھ آئے یا نہ آئے اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ مسلمان کا اتنا تو ایمان ضرور ہوتا ہے کہ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ اور اس میں روزے رکھنے کا حکم ہے۔ اس لئے روزے رکھنے چاہئیں۔

چوتھی بات یہ کہ **جو شخص سفر پر ہو یا بیمار ہو تو وہ اتنے دن کے روزے بعد میں رکھے۔ یہاں یہ نہیں فرمایا کہ جو سفر پر ہو یا بیمار ہو اور وہ روزے نہ رکھ سکے تب وہ ان روزوں کو پورا کرے۔ تو ان الفاظ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص غلطی سے بیماری میں روزہ رکھ لیتا ہے یا سفر میں روزہ رکھ لیتا ہے تو قرآن کریم کی اس آیت پر تبھی وہ کاربند رہ سکتا ہے کہ ان روزوں کے باوجود کسی اور وقت میں روزے رکھے۔** کیونکہ قرآن کریم نے تو یہ کہا ہی نہیں کہ روزے چھوٹیں تب اور وقت میں روزے رکھو۔ قرآن کریم نے تو صرف یہ فرمایا ہے کہ جو دن رمضان کے ایسے آئیں جن میں تم بیمار ہو یا سفر میں ہو تو ان دنوں کے روزے تم نے دوسرے دنوں میں رکھنے ہیں۔ مگر بہانہ جُو بھی نہیں بننا چاہئے۔ بات یہ ہے کہ سفر کے متعلق بعض لوگ کہہ دیتے ہیں ’’جی اَج کل دے سفر دا کی اے۔ بڑا آرام ہے ریل وچ بیٹھے ایتھوں اوتھے پہنچ گئے‘‘ لیکن اگر روزہ رکھنا عبادت ہے۔ تو عبادت خواہ جونسی بھی ہو۔ اسے ہم نے اس کی پوری شرائط کے مطابق ادا کرنا ہے۔ مثلاً قرآن کریم کا پڑھنا، نوافل ادا کرنا، رات کو جاگنا، دن کو بھوکے اور پیاسے رہنا۔ پھر بری عادتوں کو چھوڑنا اور کئی نیکیوں کے کرنے کا اپنے ربّ سے وعدہ کرنا۔ وغیرہ کئی چیزیں ہیں جن کا تعلق رمضان کے مہینے سے ہے۔ سو اگر رمضان کی عبادت کما حقہ ہم نے ادا کرنی ہے تو یقینی بات ہے کہ چاہے ریل کا سفر ہو۔ یا ہوائی جہاز کا ہم اس عبادت کو سفر میں یا بیماری میں کما حقہٗ ادا نہیں کر سکتے۔ ایک شخص بیماری کی وجہ سے مثلاً نوافل ادا نہیں کرسکتا۔ اور نہ ہی رات کو دعا کرنے کا موقع پاتا ہے۔ تو ایک طرح اس نے اس عبادت سے پوری طرح فائدہ نہ اٹھایا۔ صرف بھوکا پیاسا رہنا ہی تو روزے کا مقصد نہیں کہ صبح صبح کسی کو اس کے گھر والے اٹھائیں۔ یا سوئے سوئے اس کے منہ دودھ کا پیالہ یا ہارلکس کا ایک گلاس ڈال دیں اور پھر وہ لیٹ جائے اور سارا دن سوتا رہے اور پھر شام کے وقت اس کو افطاری کے لئے اٹھا دیا جائے۔ یہ کوئی روزہ نہیں۔ نہ یہ رمضان کی عبادت کہلائے گی۔ بہرحال بہانہ بھی نہیں کرنا چاہئے۔ کہ کسی طرح روزے کو چھوڑ دیا جائے۔ بیماری کے متعلق تو بہانہ بنانا آسان ہے اس لئے بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے یہ صرف ڈاکٹر ہی فیصلہ دے سکتا ہے۔ کہ یہ بیماری ایسی ہے کہ جس کی وجہ سے روزہ چھوڑا جائے۔ بعض بیمار ایسے ہوتے ہیں کہ بظاہر چنگے بھلے معلوم ہوتے ہیں چلتے پھرتے بھی ہیں لیکن ڈاکٹر یہ فیصلہ دے دیتا ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں۔ مثلاً ایک شخص بلڈ پریشر کا بیمار ہے۔ اور ڈاکٹر کے نزدیک اس کا روزہ رکھنا اس کے لئے خطرناک ثابت ہو حالانکہ وہ چلتا پھرتا ہوگا۔ باتیں بھی کرتا ہوگا۔

اسی طرح بعض ایسی بیماریاں بھی ہوسکتی ہیں کہ ڈاکٹر یہ فیصلہ دے کہ اس بیماری میں روزہ رکھنا مضر نہیں بلکہ مفید ہو گا۔ پس ہمیں بہانہ بنا کر روزہ نہ چھوڑنا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز مخفی نہیں اور نہ کسی کی حالت چھپی ہوئی ہے۔ ہم اس کے ساتھ فریب یا چالاکی سے کام نہیں لے سکتے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان سے جو کل شروع ہوگا اور اس کی برکات سے زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی توفیق بخشے اور جب اس کی رحمت جوش میں آئے۔ تو ہمارے گناہوں کی طرف وہ نہ دیکھے۔ بلکہ اپنی رحمت کے جوش میں ہم پر رحمت کے بعد رحمت، فضل کے بعد فضل اور برکت کے بعد برکت نازل کرتا چلا جائے۔ اور وہ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کی عبادت پر استقامت کے ساتھ قائم رہیں اور ہمیں ثباتِ قدم عطا فرمائے۔ اور ایک دفعہ ہمارے دلوں میں اپنی محبت کی چنگاری جگا کر پھر اسے کبھی نہ بجھنے دے بلکہ یہ آگ بڑھتی ہی چلی جائے۔ اے اللہ! ایسا ہی کر! آمین۔

(خطبات ناصر۔ جلد اوّل صفحہ 54 تا 66)

☆☆*☆*

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ماہ رمضان کی شب کو کیا کرے؟

1۔ بار بار تہجد پڑھے تا کہ بار بار عرض کا موقع ملے۔ 2۔ ایسے اضطراب سے کہ گویا آخری فیصلہ ہے۔ 3۔ پورے اُبال اور جوش سے۔ 4۔ خلوت۔

رمضان میں گریہ، خشیت، دعا، غذا میں تغیّر کرو تا کہ آسمان سے تمہارے لیے برکات کا نزول ہو۔ میرے نزدیک اِنَّ اللّٰہَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (الرعد:12) دلیل ہے۔ بڑا بدنصیب ہے جس نے رمضان پایا اور تغیّر نہ پایا۔

رمضان کے دن میں کیا کرے

سبّ وشتم، غیبت، لغو، بدنظری اور کثرت کام سے بچے۔ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ پر رہے۔ منزل قرآن اور مجاہدہ اور قرآن پڑھتے وقت ہر ایک آیت کو اپنے اوپر چسپاں کر کے دیکھے۔ جوئندہ یابندہ۔ دعا، توبہ نصوح کرے۔

(ارشادات نور جلد اوّل صفحہ 343)

قرآن مجید کی پاک تاثیرات

(سعید فطرت لوگوں کی توحید اور اسلام کی طرف رہنمائی کے دلچسپ و ایمان افروز واقعات)

(عبدالرب انور محمود خان۔ امریکہ)

(دوسری قسط)

4

سورۃ الفلق اور سورۃ الناس

حضرت طفیلؓ بن عمر الدوسی کا قبولِ اسلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)۔

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۝

(ہم ہر زمانے کے مسلمان سے کہتے ہیں کہ) تُو (دوسرے لوگوں سے) کہتا چلا جا کہ میں مخلوقات کے رب سے (اس کی) پناہ طلب کرتا ہوں۔

مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝

اس کی ہر مخلوق کی (ظاہری و باطنی) برائی سے (بچنے کے لئے)۔

وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝

اور اندھیرا کرنے والے کی ہر شرارت سے (بچنے کے لئے بھی) جب وہ اندھیرا کرتا ہے۔

وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ۝

اور تمام ایسے نفوس کی شرارت سے (بچنے کے لئے بھی) جو (باہمی تعلقات کی) گرہ میں (تعلق تڑوانے کی نیت سے) پھونکیں مارتے ہیں۔

وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

اور ہر حاسد کی شرارت سے (بھی) جب وہ حسد پر تل جاتا ہے۔ (سورۃ الفلق)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے پڑھتا ہوں۔

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝

(ہم ہر زمانے کے مسلمان سے کہتے ہیں کہ) تُو (دوسرے لوگوں سے) کہتا چلا جا کہ میں تمام انسانوں کے رب سے (اس کی) پناہ طلب کرتا ہوں۔

مَلِکِ النَّاسِ ۝

(وہ ربّ) جو تمام انسانوں کا بادشاہ (بھی) ہے۔

اِلٰہِ النَّاسِ ۝

اور تمام انسانوں کا معبود (بھی) ہے۔

مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۬ۙ الۡخَنَّاسِ ۝

(میں اس کی پناہ طلب کرتا ہوں) ہر وسوسہ ڈالنے والے کی شرارت سے۔ جو (ہر قسم کے وسوسے ڈال کر) پیچھے ہٹ جاتا ہے۔

الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۝

(اور) جو انسانوں کے دلوں میں شبہات پیدا کردیتا ہے۔

مِنَ الۡجِنَّۃِ وَ النَّاسِ ۝

خواہ وہ (فتنہ پرداز) مخفی رہنے والی ہستیوں میں سے ہو، عام انسانوں میں سے ہو۔

…………

حضرت طفیل بن عمرو رئیس قبیلہ دوس کا قبول اسلام

قرآن کریم میں نیک اور صحیح الفطرت لوگوں کے بارے میں یہ خصوصیت بیان کی کہ جب ان کے سامنے قرآنی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

’’اور جب وہ سنتے ہیں جو اس نبی پر اتارا گیا تو تم دیکھو گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں کیونکہ انہوں نے حق کو پہچان لیا‘‘۔ (5:84)

یہ آیات بادشاہ نجاشی کے قبول اسلام کے وقت نازل ہوئی تھیں۔ جب ان کے سامنے سورۃ مریم کی آیات کی تلاوت کی گئیں۔ ذیل میں ہم ایک اور صحابی کے قبول اسلام کی داستان رقم کرتے ہیں جن کا تعلق ’دوس‘ قبیلہ سے تھا۔ اور وہ یمن کے رئیس تھے۔ ان کا نام طفیل بن عمرو تھا۔ اور وہ اپنی اعلیٰ شاعری کی وجہ سے بہت شہرت رکھتے تھے۔ وہ اکثر مکہ آتے اور اپنا کلام دیوار کعبہ پر لٹکا دیتے۔ ایک دفعہ وہ اسی طرح مکہ آئے اور اپنے دوستوں اور رؤسائے مکہ سے ملے۔ رؤساء نے ان کے لئے ایک دعوت کا اہتمام کیا اور ان کو یہ سمجھایا کہ کعبہ میں ایک شخص محمد نامی ہے جو ہم سب میں فساد ڈلوا رہا ہے اور ایک نیا مذہب لے کے آیا ہے۔ طفیل کو نصیحت کی کہ ہر صورت میں محمد سے بچ کر رہنا۔ اس کی گفتگو میں جادو ہے۔ اور ان کو روئی دی کہ اپنے کانوں میں ڈال کر کعبہ میں جائیں اور محمد کی بات نہ سنیں۔

چنانچہ جب طفیل بتوں پر چڑھاوے چڑھانے گئے تو انہوں نے محمد (ﷺ) کو مقام ابراہیم کے پاس بیٹھے دیکھا۔ وہ اپنے کام میں مصروف ہو گئے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آوازیں ان تک پہنچ رہی تھیں لیکن وہ پوری طرح سن نہ سکتے تھے۔ اسی اثناء میں ان کو خیال آیا کہ میں بچہ تو نہیں ہوں ایک قبیلے کا سردار ہوں، سمجھدار ہوں۔ اگر میں نے ان کی بات سن لی تو قبول کرنا یا نہ کرنا میرا اپنا فیصلہ ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے روئی کان سے نکال دی اور سیدھے محمد (ﷺ) کے پاس جا کر ان کی باتیں سننے کی ٹھانی۔ جب وہ قریب آئے تو دیکھا کہ محمد ﷺ اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے بھی محمد ﷺ کو مخاطب ہو کر پورا قصہ سنایا۔ اور درخواست کی کہ وہ جو کلام سنا رہے تھے وہ انہیں بھی سنائیں۔

آنحضرت ﷺ نے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی تلاوت کی۔ یہی سورتیں نزول کے لحاظ سے تازہ ترین تھیں۔ دوران تلاوت طفیل بن عمرو کا دل ہی بدل گیا۔ اور انہوں نے فوری طور پر اسلام قبول کر لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ درخواست بھی کی کہ رسول ﷺ ان کو کوئی نشان عطا کریں کیونکہ وہ اس کے ذریعے اپنے قبیلہ میں اسلام پھیلائیں گے کیونکہ وہ اس قبیلہ کے رئیس ہیں۔ حضور نے ان کے لئے دعا کی اور وہ رخصت ہو گئے۔ واپسی پر وہ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی پیشانی سے ایک نور آگے جا رہا ہے اور جس پر پڑتا ہے اس کو روشن کر دیتا ہے۔ انہوں نے یہ دعا کی کہ اے خدا! یہ نور کسی اور جگہ ظاہر ہو پیشانی سے معیوب لگے گا۔ تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ کی چھڑی کے کونے پر وہ روشنی ظاہر ہونے لگی۔ وہ اپنے مکان کے قریب پہنچے تو لوگوں نے اس روشنی کو مشاہدہ کیا۔ حضرت طفیل نے اپنی والدہ، اپنی اہلیہ اور گھر والوں کو تبلیغ کی اور وہ سب مسلمان ہو گئے۔

(محمدؐ کی سوانح عمری مئولف ابن ہشام زیر عنوان تاریخ طفیل بن عمرو صفحہ 175,176)

(http://www.alim.org/library/biography/companion/content/BIO/4/At-Tufayl%20ibn%20Amr%20ad-Dawsi%23tooltip)

…………

5

سورۃ فاتحہ کا زبردست اثر۔ تین نفوس کا قبول اسلام

سورۃ فاتحہ کو قرآن کریم کا خلاصہ کہا جاتا ہے۔ موجودہ ترتیب کے لحاظ سے یہ قرآن کریم کی پہلی سورۃ ہے۔ اس کے متعدد نام ہیں اور مخصوص خوبیاں بیان کی جاتی ہیں:

1۔ یہ سورت دو دفعہ نازل ہوئی۔ مکہ میں اور پھر مدینہ میں بھی نازل ہوئی۔

2۔ یہ سورت اسلام کے اہم رکن صلوٰۃ کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے گویا فرض نمازوں کی 32 رکعات میں اس کی تلاوت ہوتی ہے۔ دنیا میں 1.7 بلین مسلمان بتائے جاتے ہیں۔ چونکہ پنجگانہ نماز ہر مسلمان پر فرض ہے تو یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انتہائی صورت میں 55 بلین دفعہ اس کی تلاوت 24 گھنٹے میں کی جاتی ہے۔ اگر صرف ایک بلین مسلمان نماز پڑھتے ہیں تو پھر بھی سورت فاتحہ کا ورد 32 بلین دفعہ ایک دن میں عمل میں آتا ہے۔

اس طور پر قرآن کریم کی صداقت کا جیتا جاگتا نشان ہے۔ کیونکہ قرآن کا مطلب ہی ہے کہ سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب۔ یہ صرف دعویٰ ہی نہیں رہتا بلکہ اس کی تصدیق ساری دنیا میں اظہر من الشمس ہے۔

3۔ یہ سورت سب سے آسان، سب سے مکمل اور سب سے زیادہ موثر دعا ہے جو خدا تعالیٰ سے کی جاتی ہے۔ اور دنیا کا ہر شخص یہ دعا کر سکتا ہے خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ خدا کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ’’کوئی دعا مکمل نہیں ہو سکتی جس میں فاتحہ کی دعا شامل نہیں‘‘۔

اُمّ الکتاب

اے دوستو جو پڑھتے ہو اُمّ الکتاب کو
اب دیکھو میری آنکھ سے اس آفتاب کو
سوچو دعائے فاتحہ کو پڑھ کے بار بار
کرتی ہے یہ تمام حقیقت کو آشکار
دیکھو خدا نے تم کو سکھائی دعا یہی
اس کے حبیب نے بھی سکھائی دعا یہی
پڑھتے ہو پنج وقت اسی کو نماز میں
جاتے ہو اس کی راہ سے در بے نیاز میں
اس کی قسم کہ جس کی نے یہ سورت اتاری ہے
اس پاک دل پہ جس کی وہ صورت پیاری ہے
یہ میرے رب سے میرے لئے اک گواہ ہے
یہ میرے صدق و دعویٰ پہ مہر الٰہ ہے
میرے مسیح ہونے پہ یہ اک دلیل ہے
میرے لئے یہ شاہد رب جلیل ہے
پھر میرے بعد اوروں کی ہے انتظار کیا
توبہ کرو کہ جینے کا ہے اعتبار کیا

(اعجاز المسیح ٹائٹل پیج صفحہ 2 مطبوعہ 20 فروری 1901ء)

سورت فاتحہ کے روحانی ثمرات کا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ متعدد افراد نے اس پر غور کر کے اور اس کی گہرائی میں ڈوب کر جو سب سے بڑا پھل پایا وہ یہ ہے کہ ان کو اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی۔ ذیل میں ان چند نومسلمین کے قبول اسلام کے واقعات بیان کئے جاتے ہیں تا کہ تمام طالبان حق اس سے مستفید ہوں۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح و مہدی موعود نے سورۃ فاتحہ پر ایک شاندار نظم تحریر فرمائی۔ اس کے منتخب اشعار قارئین کے ازدیاد ایمان کے لئے قلم کئے جاتے ہیں۔

…………

پہلی کہانی

ڈاکٹر عطاء اللہ بوگڈان کوپینسکی Dr. Ataullah Bogdan Kopanski وہ خوش قسمت ہیں جو قرآن کریم کی سورۃ فاتحہ پڑھ کر فوری طور پر مسلمان ہو گئے۔ اسلام لانے سے قبل یہ دہریہ خیالات کے تھے۔ ساری زندگی کیمونسٹ ایجنڈا کے خلاف برسرپیکار رہے۔ پولینڈ کے وزیر اعظم نے ان کو کیمونسٹ پارٹی کا لیڈر بنایا تھا۔ ڈائریکٹر کی حیثیت سے انہوں نے بے شمار ممالک کے دورے کئے۔ طالبعلمی کے دور میں کیمونسٹ نظریہ کے خلاف آواز اٹھانے پر ان کو سیاسی طور پر نظر بند کر دیا گیا۔ رہائی کے بعد انہوں نے سائلیسیا یونیورسٹی سے Humanities میں Ph.D کی ڈگری حاصل کی۔ رباط، تہران وغیرہ کے مقامات پر اپنے دفتری کاموں کے سلسلے میں گئے۔

اسی دوران ان کو کسی نے قرآن کریم کا پولش زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ اس تحفے سے وہ بہت خوش ہوئے۔ جونہی انہوں نے قرآن کریم کھولا تو ان کے سامنے صفحہ پر جو سورت مذکور تھی وہ **سورۃ الفاتحہ** تھی۔ انہوں نے اس کا مطالعہ شروع کیا، ان کے دل کی کیفیت میں تغیر آنے لگا اور ساتوں آیات کے اختتام پر انہوں نے اپنی قلبی کیفیت کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

ابتدائی چند آیات نے میری سوچ یکسر بدل دی۔ یقین جانئے کہ سورت پڑھنے کے اختتام تک میں ذہنی طور پر مسلمان ہو گیا تھا۔ میرا مطالعہ بہت وسیع ہے۔ میں نے کسی تحریر کا اسلوب ایسا نہیں دیکھا جیسا کہ قرآنی آیات کا ہے۔ یہ بالکل انوکھا ہے جس کا کوئی ہم مثل نہیں اور نہ ہی اس کیفیت کو الفاظ میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ مجھے ایسا لگا کہ اللہ تعالیٰ براہ راست مجھ سے مخاطب ہے، اپنی تمام برکات اور عظمت کے ساتھ ہم کلام ہے۔ یہ شدید احساس تھا کہ جیسے قرآن کریم ابھی مجھ پر نازل ہو رہا ہے‘‘۔

چنانچہ اس کیفیت کے بعد وہ خود مسجد جا کر کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ آج کل وہ ملائشیا میں یونیورسٹی میں تاریخ کے پروفیسر ہیں اور اپنی تحریرات سے خدمت اسلام سرانجام دے رہے ہیں۔

(https://www.facebook.com/arrazzaqglobalsolution/videos/376193449388807/)

…………

دوسری کہانی

اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اور جسے چاہتا ہے صداقت عطا فرماتا ہے۔ اس کے ثبوت میں یہ کہانی ضرب المثل کی طرح ہے کہ 65 سال کی ایک خاتون صداقت کی تلاش میں تھیں۔بچپن میں نہ صرف وہ ایک دہریہ فیملی میں پیدا ہوئیں بلکہ اس کے گھرانے میں خدا کا ذکر بھی ممنوع تھا اور جو تذکرہ اسکول میں ہوتا اس کا اعادہ بھی گھر میں سختی سے ممنوع تھا۔ اس رشین خاتون کی قبولیت اسلام کی داستان اسی کی زبانی پیش ہے۔اس کا ویڈیو لنک بھی پیش ہے اور قارئین اس کی زبانی یہ کہانی سن سکتے ہیں۔

ان کا اصل نام Margaret Templeton ہے اور اسلامی نام مریم نور رکھا گیا۔مریم نور لکھتی ہیں کہ:

”جہاں تک مجھے یاد ہے حق کی تلاش میں رہی ہوں۔ یہ سوالات کہ میں اس دنیا میں کیوں آئی ہوں؟ میرا مقصد پیدائش کیا ہے؟ اور میری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ ایسے سوالات میری زندگی کا حصہ بن گئے تھے۔میں کسی مذہب کی متلاشی نہیں تھی۔ بلکہ صرف اپنے پیدا کرنے والے کو جاننا چاہتی تھی۔ایسی چیز جو میرے دل کو تسلی دے۔میں اس جستجو میں ہر گرجے میں گئی اور مجھے کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ پھر مجھے اسلام میں دلچسپی پیدا ہوئی تو عراق کی جنگ چھڑ گئی۔اور مسلمانوں کے خلاف اخباروں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

میں ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملتی اور ان کا حال احوال پوچھتی۔میرے ایک دوست نے مجھے ایک عالم کا پتہ دیا جس کا نام نورالدین تھا، میں اس کے گھر گئی۔اس نے میرے سامنے قرآن کریم کھولا اور اس کی پہلی سورت پر نظر ڈالی۔ میں نے سورۃ فاتحہ کا مطالعہ کیا اور مجھے ایسا لگا کہ جیسے مجھ پر بجلی گر گئی ہو۔میری آنکھوں سے آنسو ایسے رواں تھے جیسے نیاگرا فال کا منظر پیش کر رہے ہوں۔میری حرکت قلب بہت تیز ہو گئی اور میرا بدن کانپنے لگا۔مجھے یہ لگا کہ شیطان کا مجھ پر اثر ہو گیا ہے۔میں نے عالم کو فون کیا اور اپنی کیفیت بتائی۔ اس تجربے کے دوران یہ احساس ہوا کہ میں اپنے قلب کو دیکھ رہی ہوں۔عالم نے مجھے بلایا اور جب میں وہاں گئی اور اس کو تفصیل بتائی تو اس نے کہا: ”مارگریٹ تم مسلمان ہو جاؤ گی“۔

میں نے جواباً کہا ”میں مسلمان ہونے کے لئے یہ کتاب نہیں پڑھ رہی“۔

اس پر اس عالم نے کہا کہ تمہاری زندگی میں ایک انقلاب آ گیا ہے اور یہ تجربہ اس کی نشان دہی کر رہا ہے۔ 11 فروری 2003ء کو اس عالم نے مجھ سے شہادت دہرائی اور انگریزی زبان میں اس کا ترجمہ بتایا اور یہ کہا کہ تم اب مسلمان ہو اور تمہارا اسلامی نام ’مریم نور‘ ہے۔

اس کے بعد میرے عیسائی دوست مجھ سے چھوٹ گئے۔میری بیٹی نے مجھے چھوڑ دیا لیکن میرے بیٹے نے میرا ساتھ دیا جو یہ سمجھتا تھا کہ میں نے سچ کو پالیا ہے۔میں نے اس عالم سے دعا کی درخواست کی۔ میں اپنے علاقے میں واحد مسلمان ہوں مگر بہت خوش ہوں اور اسلام کا گہرائی سے مطالعہ کر رہی ہوں۔

(http://www.usislam.org/
converts/maryamnoor.htm)

……………………

تیسری کہانی

یہ کہانی ایک نوجوان رابرٹ سلام کی ہے جس نے 1998ء میں امریکن Marine میں شمولیت اختیار کی، اس نیت اور عزم کے ساتھ کہ وہ ملک کی خدمت کرے گا۔ 11 ستمبر 2001ء کو امریکہ کے دو میناروں کے مسمار ہونے کے بعد وہ نئے احکامات کا منتظر تھا۔اسی اثناء میں خیالات تیزی سے اس کے دماغ میں آرہے تھے کہ ”اگر یہ لوگ انتہا پسند ہیں اور اپنی زندگی داؤ پر لگا سکتے ہیں تو وہ کیوں اپنے ملک کی حفاظت کے لئے قربانی پیش نہیں کرسکتا؟۔ 10 ستمبر کو میں نے یونیفارم پہنا تو وہ صرف نوکری کی ضرورت تھی لیکن 11 ستمبر کو میں نے اس یونیفارم کی قسم کھائی کہ میں اس مقصد کو پورا کروں گا۔

10 بجے صبح میں نے اپنی والدہ کو فون کیا جو فون پر رو رہی تھیں۔ میں صرف اتنا کہہ سکا کہ ماں مجھے تجھ سے پیار ہے! سب عزیزوں سے پیار ہے لیکن اب وہ گھڑی آگئی ہے جو مجھے کرنا ہے جس کے لئے میں نے Marine میں شمولیت اختیار کی ہے۔ شاید یہ میری آخری ملاقات ہو۔اس کے بعد میں مطمئن ہو گیا۔ یہ سب سے مشکل کام تھا۔اس کے بعد چونکہ ہم stand by پر تھے، انتظار کرتے رہے۔ مزید انتظار کیا کہ یہاں تک 12 ستمبر آ گئی۔ جوں جوں وقت گزرا میں سوچنے لگا کہ میں Marine ہوں اور اپنے ملک کے لئے جان دینے کو تیار ہوں۔ اس کے بعد میرے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ یہ لوگ کون ہیں؟

انہوں نے یہ بہیمانہ عمل کیسے کیا؟

کیا ان کے عقائد اس قدر احمقانہ ہیں کہ وہ خود اپنی زندگیوں کو ختم کرنے کے لئے تیار ہیں؟

یہ تمام سوالات میرے ذہن میں بار بار آنے لگے۔“

وہ مزید لکھتے ہیں:

”میں نے فیصلہ کیا کہ مزید تحقیق کی جائے۔ مجھے اپنے دشمن کے بارے میں مکمل معلومات ہونی چاہئیں تا کہ میں صحیح طور پر مقابلہ کرسکوں۔ بحیثیت ایک مخلص عیسائی اور چرچ کے اہم رکن کے میں اس ’خونی‘ کتاب کو دیکھنا چاہتا تھا اور اپنے دوستوں اور عزیزوں کو اس سے آگاہ کرنا چاہتا تھا۔میری کسی مسلمان سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ میں صرف گرجے سے واقف تھا۔لہٰذا میں نے ارادہ کیا کہ میں اس کتاب یعنی ’قرآن‘ کو بذات خود دیکھنا چاہتا ہوں۔“

چند دن بعد انہوں نے ایک کتاب گھر سے قرآن کریم کا ایک نسخہ خریدا اور انتہائی حقارت سے اور بدسلوکی سے پہلی سورت کو دیکھا۔

اس کی ابتدا اس جملے سے تھی کہ خدا کے نام سے پڑھتا ہوں جو بے انتہا کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ وہ بالکل حیران رہ گئے کہ یہ کیا لکھا ہے۔ میں نے تو یہ تصور کیا تھا کہ عیسائیوں کو قتل کرو اور کسی اور خدا کے نام پر۔ انہوں نے اپنے طور پر پوچھا کہ وہ سب ظلم و جبر اور امریکہ کے خلاف نفرت کہاں ہے؟ یہ تو میرے طریق کی دعا تھی۔ چنانچہ انہوں نے پڑھنا جاری رکھا۔ کافی حصہ قرآن کریم کا پڑھ کر وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ جو کچھ کہا گیا ہے یا قرآن کے بارے میں پھیلایا گیا ہے وہ سب جھوٹ ہے اور یہ امور قرآن کی تعلیمات کا حصہ ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس نے متعدد رسول بھیجے۔ حضرت عیسیٰ بھی ایک رسول تھے۔

2۔ جو کچھ جہاد کے ضمن میں پھیلایا گیا ہے وہ تاریخی ہے اور اس میں بے شمار قوانین امن بیان ہیں۔

3۔ قرآن کریم کا بیشتر حصہ صبر، تحمل اور دعا کی تلقین کرتا ہے اور عدل و انصاف کا متقاضی ہے۔

4۔ سب سے اہم یہ کہ قرآن کا بنانے والا مجھ سے براہ راست مخاطب ہے اور تیسرے اور چوتھے ذریعے سے نہیں آیا۔

5 ۔ میرے ہر سوال کا جو ذہن میں آتا ہے جواب مہیا ہے بلکہ قرآن خود پوچھتا ہے۔

اس بیان کو جاری رکھتے ہوئے وہ مزید تحریر کرتے ہیں:

”کتاب نے مجھے خود مجبور کیا کہ میں سوچوں اور مجھے چیلنج کیا کہ میں خود سمجھوں اور غور کروں۔ یہ کتاب منطقی ہے اور گفتگو کرنے کی تلقین کرتی ہے۔اس کتاب کے ذریعے میری محبت خدا جاگ اٹھی۔ ہر وہ کتاب جو از خود یہ اثر پیدا کرتی ہے اور اسے کسی بیرونی قوت کی ضرورت نہیں ہو وہ صرف کلام الٰہی ہو سکتا ہے۔“

اس کے بعد رابرٹ سلام نے اپنے دادا سے ملاقات کی اور انہیں سارا قصہ سنایا۔ انہوں نے بتایا کہ یہودی، عیسائی اور مسلمان سب ابراہیم کی اولاد ہیں، ان سب کا ماخذ ایک ہے اور سب کا مقصد ایک ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ابراہیم کی اولاد میں آپس میں اختلاف ہوا ہو گا مگر سب ایک ہی باپ کی اولاد ہیں۔انہوں نے مزید تسلی دلائی کہ اسلام حضرت ابراہیم کے نقش قدم پر ہے۔

چنانچہ اس کے بعد رابرٹ نے اسلام قبول کر لیا اور Marines میں کام کرتے رہے۔

انہوں نے لکھا کہ تین سال بعد حالات اسی طرح ہیں۔ اسلام سے نفرت اسی طرح پائی جاتی ہے۔ اگر ہم بحیثیت امریکن اپنی تمام باتوں پر غور کریں تو یہ نفرت کے بادل محبت میں بدل سکتے ہیں۔آخر میں انہوں نے قرآن کریم کی آیات 14:49 تحریر کی:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ

(http://www.arabnews.com
/911-%E2%80%94-day-
when-i-became-muslim)

……………………

⑥

سورۃ البقرۃ آیت 165

طٰہٰ یاسین کے قبولِ اسلام کی کہانی

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّ تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ○

ترجمہ: یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں اور ان کشتیوں میں جو سمندر میں اُس (سامان) کے ساتھ چلتی ہیں جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے اور اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے اتارا پھر اس کے ذریعے سے زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کر دیا اور اس میں ہر قسم کے چلنے پھرنے والے جاندار پھیلائے اور اسی طرح ہواؤں کے رخ بدل بدل کر چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں، عقل کرنے والی قوم کے لئے نشانات ہیں۔

……………………

پولینڈ کے ایک نوجوان طٰہٰ یاسین ایک درسی ادارے میں ایک پروفیسر کا لیکچر سن رہے تھے جو قرآن کریم کے بارے میں تھا۔اس لیکچر سے متاثر ہو کر وہ گھر آئے اور قرآن کا نسخہ کھول کر اس کا مطالعہ کرنے لگے۔ اس دوران ان کے گھر کی بجلی چلی گئی۔ انہوں نے ایک موم بتی جلائی اور مطالعہ جاری رکھنے کی کوشش کی۔ اچانک وہ موم بتی گر گئی اور مکمل اندھیرا ہو گیا۔ بلکہ ان کے نسخہ پر بھی موم گر گئی۔تھوڑی دیر بعد انہوں نے دوبارہ کتاب کھولی تو مندرجہ بالا آیت ان کے سامنے تھی۔وہ اس آیت کے مضمون میں غرق ہو گئے اور انہیں ساری کائنات کے عالمگیر پلان کا علم ہوا۔ بالخصوص آخری حصہ کہ عقل کرنے والی قوم کے لئے نشانات ہیں۔اس آیت سے متاثر ہو کر انہوں نے مزید مطالعہ کی ٹھانی اور مصر چلے گئے اور اپنے ایک دوست حاتم کے ساتھ گفتگو کی اور بالآخر مسلمان ہو گئے۔

Youtube.com میں ان کے نام کی search سے یہ وڈیو ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

(https:// www.youtube.com/
watch?v=JI8KFF81NzU&t=82s)

……………………(باقی آئندہ)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ : تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک : پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

Morden Motor(UK)

Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C

All Makes & Models

Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden **SM4 5JF**

Contact: Nusrat Rai@ 07809119621

E: mordenmotor@yahoo.com

MOT

CLASS IV: £48

CLASS VII: £56

Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

قیام رمضان۔ تقاضے اور برکات

احادیث نبویہ کی روشنی میں

عبدالسمیع خان۔ استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل، غانا

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب تطوع قیام رمضان حدیث نمبر 36)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور اپنا احتساب کرتے ہوئے عبادت کی اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

اس مضمون کو رسول کریم ﷺ نے مختلف اور متعدد پیرایوں میں بیان فرمایا ہے اور یہ بھی ظاہر فرمادیا ہے کہ ایمان اور احتساب سے کیا مراد ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے حالت ایمان میں اور احتساب کرتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اس کے سابقہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ (بخاری کتاب الصوم باب من صام رمضان ایمانا واحتسابا حدیث نمبر 1768)

افضل مہینہ

حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے رمضان کا ذکر فرمایا اور اسے تمام مہینوں سے افضل قرار دیا اور فرمایا جو شخص رمضان میں حالت ایمان اور احتساب کے ساتھ عبادت کرتا ہے وہ گناہوں سے اس طرح نکل آتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ (سنن نسائی کتاب الصیام حدیث نمبر 2179)

پاک اور معصوم

حضرت عبدالرحمنؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے تم پر فرض کئے اور میں نے تمہارے لئے اس کا قیام جاری کردیا۔ پس جو شخص ایمان کی حالت میں احتساب کرتے ہوئے روزے رکھے وہ گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہو۔ (سنن نسائی کتاب الصیام باب ثواب من قام رمضان حدیث نمبر 2180)

اگر تمہیں معلوم ہوتا

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے۔ اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ رمضان کی کیا کیا فضیلتیں ہیں تو تم ضرور اس بات کے خواہشمند ہوتے کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔ (الجامع مسند الامام الربیع بن حبیب، کتاب الصوم باب فی فضل رمضان)

جنت کو آراستہ کردیا گیا

حضرت ابومسعود غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ میں نے رمضان کے شروع ہونے کے بعد ایک روز آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

”اگر لوگوں کو رمضان کی فضیلت کا علم ہوتا تو میری اُمّت اس بات کی خواہش کرتی کہ سارا سال ہی رمضان ہو“۔ اس پر ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے نبی! ہمیں رمضان کے فضائل سے آگاہ کریں۔ آپؐ نے فرمایا یقیناً جنت کو رمضان کے لئے سال کے آغاز سے آخر تک مزیّن کیا جاتا ہے۔ پس جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش الٰہی کے نیچے ہوائیں چلتی ہیں۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الصوم، الترغیب فی صیام رمضان)

رمضان کے معنے

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ: رمضان کا نام رمضان اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ گناہوں کو جلا کر خاکستر کر دیتا ہے۔

(الفردوس بماثور الخطاب جلد 2 صفحہ 60 حدیث نمبر: 2339)

آگ سے بچاؤ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: روزے ڈھال ہیں اور آگ سے بچاؤ کا مضبوط قلعہ ہیں۔ (مسند احمد حدیث نمبر: 8857)

سراسر رحمت اور مغفرت

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جس کی ابتدا نزول رحمت ہے۔ جس کا وسط مغفرت الٰہی ہے اور جس کا اختتام آگ سے آزادی پر منتج ہوتا ہے۔

(مشکوٰۃ کتاب الصوم)

جنت کے دروازے کھل گئے

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپؐ فرما رہے تھے۔

رمضان آگیا ہے اور اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے مقفل کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو اس میں زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔ ہلاکت ہو اس شخص کے لئے جس نے رمضان کو پایا اور اس سے بخشا نہ گیا اور وہ رمضان میں نہیں بخشا گیا تو پھر کب بخشا جائے گا۔

(الترغیب والترھیب۔ کتاب الصوم۔ الترغیب فی صیام رمضان)

روزانہ نجات دیتا ہے

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان کے مہینے کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف دیکھتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی طرف دیکھتا ہے تو پھر اسے کبھی بھی عذاب نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ ہر روز ہزاروں لاکھوں افراد کو جہنم سے نجات دیتا ہے۔ پس جب رمضان کی 29 ویں رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ رمضان کی گزشتہ 28 راتوں کے برابر لوگوں کو بخش دیتا ہے۔

(الترغیب والترھیب۔ کتاب الصوم۔ الترغیب فی صیام رمضان)

نفل کا ثواب فرض کے برابر

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اس ماہ رمضان کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے۔ اس مہینہ میں جو شخص کسی نفلی عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اسے اس نفل کا ثواب عام دنوں میں فرض کے برابر ملے گا اور جس نے اس مہینے میں ایک فرض ادا کیا اسے عام دنوں کے 70 فرضوں کے برابر ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ۔ کتاب الصوم)

رمضان کی برکتیں

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے۔ یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ ہمدردی خلق کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الصوم)

سایہ رحمت کا مہینہ

حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر رمضان کا مہینہ آیا ہے۔ یہ برکت کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تم پر سایہ رحمت کرتا ہے اور تمہاری خطاؤں کو مٹاتا ہے اور اس مہینے میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

(الترغیب والترھیب کتاب الصوم حدیث نمبر 1490 جلد 2 صفحہ 60)

بخشش کی راہ

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

جو شخص ماہ رمضان میں اپنے مزدور یا خادم سے اس کے کام کا بوجھ ہلکا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو بخش دے گا اور اسے آگ سے آزاد کردے گا۔ (مشکوٰۃ کتاب الصوم)

پھر آنحضرت ﷺ نے اپنے عمل سے وہ نمونہ بھی مہیا فرمادیا جو گناہوں کو جلا ڈالنے اور خدا کے قریب کرنے والا ہے۔

رات کی عبادت

حضرت ابوسلمہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول کریم ﷺ رمضان میں رات کو کتنی رکعات پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا:

رسول کریم ﷺ رمضان اور اس کے علاوہ بھی رات کو گیارہ رکعات سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعات پڑھتے۔ ان کے حسن اور طوالت کے بارہ میں نہ پوچھ۔ پھر چار رکعات پڑھتے۔ ان کے حسن اور طوالت کا بھی کیا کہنا۔ پھر تین وتر ادا کرتے۔ میں نے ایک دفعہ پوچھا یا رسول اللہ آپ رات کو وتر پڑھنے سے پہلے سوجاتے ہیں تو آپ نے فرمایا میری آنکھیں سوجاتی ہیں مگر میرا دل نہیں سوتا۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ التراویح باب فضل من قام رمضان حدیث نمبر 1874)

رمضان میں انفاق فی سبیل اللہ

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں تو آپ کی سخاوت پہلے سے بھی بڑھ جایا کرتی تھی اور آپؐ تیز ہواؤں سے زیادہ جُودوسخا کیا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الوحی حدیث نمبر 5)

آخری عشرہ کی عبادت

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کے لئے جو محنت اور مجاہدہ کرتے تھے وہ دیگر ایام میں نہیں ہوتی تھی۔ (صحیح مسلم کتاب الاعتکاف باب الاجتہاد فی العشر الاواخر حدیث نمبر 2009)

☆...☆...☆

بقیہ: ماہ رمضان سے متعلقہ بعض مسائل

..................از صفحہ 9

تراویح کی رکعات

تراویح کے متعلق عرض ہوا کہ جب یہ تہجد ہے تو بیس رکعات پڑھنے کی نسبت کیا ارشاد ہے کیونکہ تہجد تو مع وتر گیارہ یا تیرہ رکعت ہے۔ فرمایا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت دائمی تو وہی آٹھ رکعات ہے اور آپ تہجد کے وقت ہی پڑھا کرتے تھے اور یہی افضل ہے مگر پہلی رات بھی پڑھ لینا جائز ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے رات کے اوّل حصے میں اُسے پڑھا۔ بیس رکعات بعد میں پڑھی گئیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت وہی تھی جو پہلے بیان ہوئی۔

(بدر مؤرخہ 6 فروری 1908ء صفحہ 7)

تراویح دراصل نماز تہجد ہی ہے

ایک صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں خط لکھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ سفر میں نماز کس طرح پڑھنی چاہیے اور تراویح کے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا:

”سفر میں دوگانہ سنت ہے۔ تراویح بھی سنت ہے پڑھا کریں اور کبھی گھر میں تنہائی میں پڑھ لیں کیونکہ تراویح دراصل تہجد ہے کوئی نئی نماز نہیں۔ وتر جس طرح پڑھتے ہو بیشک پڑھو۔“ (بدر 26 دسمبر 1907ء صفحہ 6)

نماز تراویح میں غیر حافظ کا قرآن دیکھ کر لقمہ دینا

رمضان شریف میں تراویح کے لئے کسی غیر حافظ کا قرآن دیکھ کر حافظ کو بتلانے کے متعلق دریافت کیا گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فتویٰ اس کے متعلق نہیں دیکھا۔ اس پر مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی فاضل نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے جائز قرار دیا ہے۔

فرمایا: جائز ہے تو اس سے بہت فائدہ ہوسکتا ہے اور اس کے لئے یہ انتظام بھی ہوسکتا ہے کہ ایک ہی شخص تمام تراویح میں بیٹھ کر نہ سنتا رہے بلکہ چار آدمی دو دو رکعت کے لئے سنیں اس طرح ان کی بھی چھ چھ رکعتیں ہوجائیں گی۔

عرض کیا گیا فقہ اس صورت کو جائز ٹھہراتی ہے؟

فرمایا: اصل غرض تو یہ ہے کہ لوگوں کو قرآن کریم سننے کی عادت ڈالی جائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فتویٰ تو ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے ہے جیسے کوئی کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر ہی پڑھ لے اور بیٹھ کر نہ پڑھ سکے تو لیٹ کر پڑھ لے یا جس طرح کسی شخص کے کپڑے کو غلاظت لگی ہو اور وہ اسے دھو نہ سکے تو اسی طرح نماز پڑھ لے، یہ کوئی مسئلہ نہیں بلکہ ضرورت کی بات ہے۔ (الفضل 21 فروری 1930ء صفحہ 12)

بے خبری میں کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

خط سے سوال پیش ہوا کہ میں بوقتِ سحر بماہ رمضان اندر بیٹھا ہوا بے خبری سے کھاتا پیتا رہا۔ جب باہر نکل کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ سفیدی ظاہر ہوگئی ہے۔ کیا وہ روزہ میرے اوپر رکھنا لازم ہے یا نہیں؟ فرمایا:

”بے خبری میں کھایا پیا تو اس پر اس روزہ کے بدلہ میں دوسرا روزہ لازم نہیں آتا۔“

(الحکم 24 فروری 1907ء صفحہ 14)

☆...☆...☆

2017ء میں پاکستان میں احمدیوں کے بنیادی انسانی حقوق کی پامالی اور ظالمانہ کارروائیوں کے واقعات سے متعلق اعداد وشمار اور کوائف

مکرم چوہدری سلیم الدین صاحب ناظر امور عامہ پاکستان نے سال 2017ء کے دوران احمدیوں پر ہونے والے ظلم وستم پر مبنی سالانہ رپورٹ پریس کو جاری کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اس سال احمدیوں کے خلاف جاری نفرت وتعصب کی لہر میں نمایاں اضافہ ہوا۔ جماعت احمدیہ پر مظالم اور ایذا رسانی کا طویل عرصے سے جاری سلسلہ اپنی انتہا کو پہنچ رہا ہے۔ آپ نے کہا کہ انتخابی اصلاحات بل 2017ء کے معاملے پر حکومت اور اپوزیشن نے اپنے سیاسی مفادات کے حصول کے لئے احمدیوں کے خلاف نفرت وتعصب کو ہوادی۔ ختم نبوت کے حلف نامے میں لفظ حلف کی جگہ اقرار کی تبدیلی کو جواز بنا کر احمدیوں کے خلاف نفرت اور اشتعال انگیزی کی گرد اڑائی گئی۔

سال 2015ء کے دوران متحدہ علماء بورڈ کی سفارش پر حکومت پنجاب نے جماعت احمدیہ کے لٹریچر اور تمام جرائد کو ممنوع قرار دے دیا تھا جبکہ ایسی کوئی نشاندہی حکومت نہیں کر سکی کہ اس میں کونسا مواد شرانگیز ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں نفرت انگیز مواد کی موجودگی بعید از قیاس ہے کیونکہ جماعت احمدیہ کا تو ماٹو ہی ”محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں“ ہے۔ اس وقت عملی طور پر یہ صورتحال ہے کہ احمدیوں کے لئے بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر فرمودہ کتب تک رسائی ناممکن بنا دی گئی ہے جو کہ آئین پاکستان کے آرٹیکل 20 کی واضح خلاف ورزی ہے۔ 1913ء سے جاری جماعت احمدیہ کے ترجمان اخبار روزنامہ الفضل کی اب اشاعت بند ہے۔ جماعت احمدیہ کا کوئی جریدہ شائع نہیں ہو رہا جبکہ جماعت احمدیہ کے تمام جرائد پر واضح طور پر تحریر کیا جاتا ہے کہ یہ صرف احمدیوں کی تعلیم وتربیت کے لئے ہیں۔

مکرم ناظر صاحب امور عامہ نے اردو ذرائع ابلاغ کے حوالے سے بتایا کہ گزشتہ سال جماعت احمدیہ کے خلاف بے بنیاد اور شرانگیز پراپیگنڈہ پر مبنی 3936 خبریں اور 532 مضامین شائع کئے گئے۔ جبکہ ذرائع ابلاغ کا فرض ہے کہ وہ کسی گروہ کے خلاف نفرت نہ پھیلائیں اور اگر کسی کے بارے میں کوئی خبر یا مضمون شائع ہونا ہو تو متاثرہ فریق کا موقف شائع کرنا بھی صحافتی ضابطہ اخلاق کا حصہ ہے۔ تاہم کسی اخبار نے بھی احمدیوں کے موقف کو جگہ نہیں دی۔

آپ نے کہا کہ احمدیوں کے حوالے سے کی گئی امتیازی قانون سازی کو آڑ بنا کر حکومت نے انتہا پسندوں کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔ 1984ء کے امتیازی قوانین بنیادی انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزی ہیں اور آئین پاکستان نیز قائداعظمؒ کے تصور پاکستان کی روح کے منافی ہیں۔ آپ نے بتایا 1984ء کے بدنام زمانہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے جاری ہونے کے بعد سے اب تک احمدیوں کو سیاسی، سماجی اور قانونی طور پر منفی رنگ میں امتیازی سلوک کا سامنا ہے جو ایک معاشرے کے افراد کے یکساں اور مساوی بنیادی حق کی نفی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ان امتیازی قوانین کے جاری ہونے کے بعد سے 31 دسمبر 2017ء تک 264 احمدی محض دوسروں سے عقیدہ کے اختلاف کی بنا پر شہید کئے جا چکے ہیں۔ جبکہ 379 احمدیوں پر قاتلانہ حملے کئے گئے۔ 27 مساجد کو مسمار کیا گیا جبکہ 33 کو انتظامیہ نے سربمہر کر دیا۔ 17 مساجد پر مخالفین نے غیر قانونی طور پر قبضہ کر لیا۔ 39 افراد کی تدفین کے بعد قبر کھود ڈالی گئی اور 66 احمدیوں کی مشترکہ قبرستان میں تدفین نہیں ہونے دی گئی۔

آپ نے کہا کہ ملک میں عموماً اور پنجاب اور سندھ میں خصوصاً ایسا شرانگیز لٹریچر کھلے عام شائع کر کے تقسیم کیا جا رہا ہے جس میں احمدیوں کے سماجی ومعاشی بائیکاٹ سے لے کر قتل تک کی ترغیب دی جا رہی ہے جس کے نتیجے میں متعدد ناخوشگوار واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ سرکاری انتظامیہ کی اس ضمن میں معنی خیز خاموشی کا حکومتی سرپرستی کے سوا اور کیا مطلب لیا جا سکتا ہے؟

آپ نے بتایا کہ سال 2017ء کے دوران بھی ربوہ میں، جہاں %95 احمدی آباد ہیں احمدیوں کو کسی قسم کے اپنے مذہبی اجتماع یا جلسہ کی اجازت نہیں دی گئی۔ یہاں تک کہ احمدیوں کو کھیلوں کے پروگرام کھلے عام منعقد کرنے کی آزادی نہیں۔ جب کہ معاندین احمدیت کو کھلے عام اجازت ہے کہ وہ ربوہ سے باہر کے افراد کو ربوہ میں جمع کر کے جب چاہیں، ہاں چاہیں، جلسہ کریں اور ربوہ میں جلوس نکالیں۔ چنانچہ احمدی مخالف تنظیموں نے ربوہ میں آ کر جلسے کئے اور ان میں احمدیوں کے خلاف کذب اور افتراء پر مبنی شرانگیز تقاریر کی گئیں اور اشتعال پیدا کیا۔ ایسے عناصر کے خلاف حکومت کی طرف سے کسی قسم کی قانونی کارروائی دیکھنے میں نہیں آئی۔

مکرم چوہدری سلیم الدین صاحب نے تعلیمی میدان میں احمدیوں کے ساتھ کی جانے والی ناانصافیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ 70ء کی دہائی میں حکومت وقت نے تعلیمی ادارے قومیا لئے تھے جن میں جماعت احمدیہ کے تعلیمی ادارے بھی شامل تھے۔ ڈی نیشنلائزیشن کی پالیسی کے نفاذ کے بعد جماعت نے سرکاری قواعد وضوابط کے مطابق خطیر رقم سرکاری خزانے میں اپنے تعلیمی اداروں کی واپسی کے لئے جمع کرائی۔ مگر حکومت نے آج تک جماعت احمدیہ کے تعلیمی ادارے واپس نہیں کئے جبکہ اسی پالیسی کے تحت متعدد تعلیمی ادارے ان کے اصل مالکان کو واپس ہو چکے ہیں۔

آپ نے کہا کہ پاکستان میں احمدیوں کے خلاف مذہبی انتہا پسند عناصر اور حکومت کے اتحاد سے مذہبی تعصب اور عناد کی بنا پر نفرت وحقارت پھیلانے اور اشتعال انگیزی کی مذموم مہم گزشتہ کئی دہائیوں سے جاری ہے۔ جس کے نتیجہ میں احمدیوں کی جان، مال اور عزت اپنے ہی ملک میں محفوظ نہیں رہی۔ احمدی بنیادی انسانی حقوق سے محروم کر دیئے گئے ہیں اور مخالف بانگ دہل نعرہ زن ہیں کہ اپنا عقیدہ چھوڑو یا ملک چھوڑ دو۔ یہاں تمہاری زندگی کا قافیہ تنگ کر دیں گے۔ تم کینسر ہو، باغی ہو اور تم کو زندہ نہیں چھوڑیں گے، اور اس ایجنڈا پر بڑی مستعدی سے پیشرفت جاری ہے۔

گزشتہ سال 2017ء بھی اس سیلاب بلا میں تندی اور تیزی کا ثابت ہوا اور سال 2018ء کو سرکاری سطح پر ایک مہم جوئی کے لئے ختم نبوت کا سال قرار دیا گیا۔

... ...

[پاکستان میں جماعت کے خلاف ظالمانہ کارروائیوں میں دن بدن شدّت آ رہی ہے۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس پہلو سے احباب جماعت کو بارہا خصوصی دعاؤں کی طرف توجہ دلائی ہے۔

احباب سے درخواست ہے کہ رمضان المبارک کی خصوصی دعاؤں میں پاکستان اور دیگر ممالک میں مظلوم احمدیوں کے لئے خاص طور پر درد اور الحاح کے ساتھ دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر ملک میں جماعت کی حفاظت فرمائے۔ شریروں کے شر انہیں پر الٹا دے اور انہیں اپنی کڑی گرفت میں لے کر جماعت احمدیہ کے حق میں اپنی قدرت کے زبردست نشان ظاہر فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔ اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِيْقًا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسے سامان فرمائے کہ احمدی پاکستان میں اور دنیا کے ہر ملک میں آزادی کے ساتھ اور امن وعافیت کے ساتھ اپنے تمام دینی ودنیاوی حقوق وفرائض کی انجام دہی کی توفیق پائیں۔ آمین۔ (مدیر)]

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ سپین از صفحہ نمبر 20

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ سپین از صفحہ نمبر 20

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطور داعی اللہ“ کی۔ دوسری تقریر سپینش زبان میں مکرم فضل الٰہی قمر صاحب سیکرٹری تبلیغ و امور خارجہ سپین نے بعنوان ”خلافت احمدیہ اور ہماری ذمہ داریاں“ کی۔ پہلے دن کے سیشن کی آخری تقریر مراکش سے تشریف لائے ہوئے صدر جماعت مکرم عصام الخمسی نے عربی زبان میں بعنوان ”عربوں میں تبلیغ“ کی۔ نیز مشنری انچارج صاحب کی زیر صدارت پہلے سیشن کے اختتام پر مجلس سوال وجواب بھی منعقد ہوئی۔

جلسہ سالانہ کا دوسرا دن

جلسہ کے دوسرے دن پہلے سیشن میں مختلف تربیتی موضوعات پر مشتمل تقاریر ہوئیں۔ دوسرے دن کے پہلے سیشن کی صدارت مکرم عبدالسلام چارلس صاحب نائب امیر سپین نے کی۔ پہلی تقریر سپینش زبان میں مکرم عطاء المنعم طارق صاحب نے بعنوان ”اسلام میں آزادی اور تکمیل ذات“ کی۔ اگلی تقریر اردو زبان میں مکرم کلیم احمد صاحب مربی سلسلہ نے بعنوان ”حضرت مسیح موعودؑ کی عائلی زندگی“ کی۔ اس سیشن کی آخری تقریر مکرم عبدالسلام چارلس صاحب نائب امیر سپین نے سپینش زبان میں بعنوان ”یورپین معاشرے کی برائیاں اور نوجوانوں کی اصلاح“ کی۔

سول گورنر کی تشریف آوری

آج صبح اجلاس سے قبل قرطبہ کے نائب سول گورنر جن کا نام juan jose primo jurado ہے اور ان کے ہمراہ عورتوں کے شعبہ کی سیکرٹری Maria بھی تشریف لائیں۔ مکرم عبدالرزاق امیر جماعت سپین، نائب امیر عبدالسلام چارلس صاحب، مکرم محمد انس احمد مربی سلسلہ وصدر خدام الاحمدیہ سپین، مکرم فضل الٰہی قمر صاحب سیکرٹری امور خارجہ اور مکرم ڈاکٹر اعجاز اللہ خان صاحب جنرل سیکرٹری سپین نے مسجد کے گیٹ پر انہیں خوش آمدید کیا۔ مکرم امیر صاحب نے گورنر صاحب کو مسجد کی تاریخ اور جماعت کا تعارف کروایا۔ مکرم فضل الٰہی قمر صاحب نے مسجد کے اوپر لکھے ہوئے کلمہ کے بارہ میں بتایا۔ گورنر نے مسجد کے احاطہ میں کھڑے ہو کر کافی سوال پوچھے۔ مکرمہ Maria صاحبہ زنانہ جلسہ گاہ بھی تشریف لے گئیں اور ان کے ساتھ کچھ وقت گزارا۔ جلسہ سالانہ کی غرض سے لگائی گئی قرآن کریم کے تراجم خلفائے احمدیت اور سپین کی تاریخ پر مشتمل نمائش بھی دکھائی گئی۔ گورنر صاحب نے قرآن مجید کو کھول کر دیکھا، چند سوال پوچھے اور بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد گورنر صاحب کے لئے ریفریشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔ وہاں پر مکرم امیر صاحب کے ساتھ 45 منٹ تک وقت گزارا۔ آخر پر مکرم امیر صاحب نے انہیں قرآن مجید سپینش ترجمہ اور مختلف جماعتی کتب تحفہ میں دیں۔ اس کے ساتھ ہی دو مختلف مقامی ٹی وی چینلز کے ساتھ انٹرویو بھی ہوئے۔

سپینش سیشن

پروگرام کے مطابق جلسہ کے دوسرے دن دوپہر کے سیشن میں مقامی افراد کے لیے سپینش زبان میں سیشن رکھا گیا تھا۔ آج پروگرام سے قبل ہی لوگ مسجد پہنچنا شروع ہو گئے۔ جہاں انہوں نے قرآن مجید کی نمائش کے ساتھ نمائش میں لگی ہوئی دیگر تاریخی تصاویر اور مختلف جماعتی پروگرامز کی تصاویر دیکھیں۔ مہمانوں کو گروپس کی شکل میں مسجد کا وِزٹ کروایا گیا۔ ایک بجے مکرم امیر صاحب کی صدارت میں پروگرام شروع ہوا۔ تلاوت کے بعد سینیٹر اور میئر صاحب نے تقریر کی۔ انہوں نے امن کے حوالہ سے کئی گئی جماعتی کوششوں کو سراہا۔

اندلس پارلیمنٹ کے ممبر نے بھی ایڈریس کیا اور جماعت کے بارے میں اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ یہ جماعت کے اچھے دوست ہیں اور ہمارے پروگراموں میں شامل ہوتے رہتے ہیں۔

مہمانوں کے ایڈریسز کے بعد مکرم ڈاکٹر عطاالٰہی منصور صاحب نے جماعت کا تعارف پیش کیا۔ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دنیا بھر میں امن کے لیے کی جانے والی کوششوں کا ذکر کیا۔ بعد میں مہمانوں کے سوالات کا جواب دیئے گئے۔ آخر پر مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ دعا کے ساتھ اس پروگرام کا اختتام ہوا۔

مستورات کا سیشن

دوسرے دن لجنہ اماء اللہ نے اپنا الگ اجلاس کیا۔

جلسہ سالانہ کا اختتامی سیشن

نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد مکرم امیر صاحب جماعت سپین کی صدارت میں جلسہ سالانہ کا آخری سیشن شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد پہلی تقریر سپینش زبان میں مکرم حمید احمد نذیر صاحب صدر انصار اللہ سپین نے ”جہاد کا حقیقی تصور“ کے موضوع پر تقریر کی۔ دوسری تقریر اردو زبان میں خاکسار محمد انس احمد مربی سلسلہ وصدر خدام الاحمدیہ سپین نے ”انفاق فی سبیل اللہ“ کے موضوع پر کی۔ آخر پر مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ سپین نے اختتامی تقریر کی۔ آپ نے اطاعت کے حوالہ سے حضور ایدہ اللہ کے ارشادات پیش کیے۔ حضور ایدہ اللہ کے پیغام کے حوالہ سے آپ نے تبلیغ اور قیام نماز کے متعلق توجہ دلائی۔ دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے دونوں دن تہجد باجماعت کا اہتمام کیا گیا۔ نیز درس القرآن اور درس الحدیث کا بھی انتظام تھا۔

جلسہ سالانہ کو میڈیا نے کوریج دی۔ لوکل ریڈیو سٹیشن نے بھی جلسہ کا چرچا کیا۔ الحمدللہ

جلسہ سالانہ کی کل حاضری 276 رہی۔ 76 غیر از جمات مہمان شامل ہوئے۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ سپین کی مساعی میں برکت دے اور ان کے شیریں ثمرات سے نوازے۔ آمین

☆...☆...☆

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربیٔ سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی وتربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

بینن (مغربی افریقہ)

بینن کے ریجن داسا کے ایک گاؤں ''بوگی'' میں احمدیہ مسجد کا بابرکت افتتاح

(خلاصہ رپورٹ مرسلہ: مکرم مرزا انوار الحق صاحب۔ مبلغ سلسلہ بینن)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بینن کو ریجن داسا (Dassa) کے ایک گاؤں بنام ''بوگی'' (Gbogui) میں مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔

یہ گاؤں ریجنل سینٹر داسا سے 45 کلومیٹر مغرب کی جانب ملک ٹوگو کے بارڈر کے قریب واقع ہے۔اس علاقہ میں تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں جماعت کا نفوذ 2016ء میں ہوا اور لوکل معلّم ''الحاجی محمود ڈیکو'' (Alhaji Mahmood Dicko) صاحب کے ذریعے ان لوگوں نے احمدیت قبول کی۔ قبولِ احمدیت کے بعد بڑے اخلاص اور محبت کے ساتھ اسلام احمدیت پر قائم ہیں اور گزشتہ سال (2017ء) میں گاؤں کے لوگوں نے اتفاق رائے سے مین روڈ کے قریب 100x100 میٹر پر مشتمل ایک خطہ زمین مسجد کے لئے تحفۃً پیش کیا۔قانونی کارروائیوں کے بعد 22 جنوری 2018ء کو اس مسجد کے سنگِ بنیاد کی تقریب منعقد کی گئی جس میں بوگی کے تمام احبابِ جماعت اور علاقے کے سرکردہ افراد نیز اس علاقے کے سینٹرل امام صاحب نے بھی شرکت کی۔ دعا کے ساتھ مسجد کی تعمیر شروع کردی گئی۔

مقامی جماعت کے بڑے، چھوٹے، مردوزن اور بچوں نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق نہایت جوش وخروش کے ساتھ مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا اور کارکنان کے کھانے اور رہائش کا بندوبست کیا۔ اس علاقہ میں خشک سالی میں پانی کی بہت قلّت ہوتی ہے لہٰذا پانی 2 کلومیٹر دور ایک برساتی نالے سے لایا جاتا۔ مکرم عبدالمجیب بھٹی صاحب ڈائریکٹر احمدیہ بائی لنگول سکول داسا نے مسجد پر آیات اور اسماء باری تعالیٰ لکھنے میں مدد کی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ڈیڑھ ماہ کی مدّت میں تعمیر مکمل ہوئی۔ مسجد کا مسقّف حصّہ 100 مربع میٹر ہے جس کے باہر 32 مربع میٹر کا صحن بھی ہے اور مسجد کے 5 مینار ہیں۔ اس میں کل 200/افراد بآسانی نماز ادا کرسکتے ہیں۔ مسجد پر کل ساڑھے پانچ ملین فرانک سیفا یعنی 7750 پاؤنڈ خرچ ہوئے۔

9 مارچ 2018ء کو مسجد کی افتتاحی تقریب منعقد کی گئی۔ مکرم مرزا انوار الحق۔ مبلغ سلسلہ بینن کے سُسر مکرم محمد رمضان بھٹہ صاحب مرحوم کی خواہش تھی کہ وہ اپنی طرف سے ایک مسجد صدقہ جاریہ کے طور پر تعمیر کروائیں۔ ان کی زندگی میں تو ان کی یہ خواہش پوری نہ ہوسکی۔ چنانچہ اب ان کے بیٹے مکرم رضوان وسیم بھٹہ صاحب نے اپنے والدین کی طرف سے یہ مسجد بنوائی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اس افتتاحی تقریب میں وہ یُوکے سے تشریف لائے۔ مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بینن مصروفیات کی وجہ سے افتتاحی تقریب میں شامل نہ ہوسکے۔ آپ نے ایک وفد بھجوایا جس میں مکرم راجی ابراہیم صاحب نائب امیر بنین، مکرم شہود راجی صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم بنین اور مکرم منتظر صاحب مبلغ سلسلہ شامل تھے۔ قریب کی جماعتوں سے 300 سے زائد افراد نے افتتاحی تقریب میں شرکت کی۔

تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم مع فرنچ اور لوکل زبان میں ترجمہ سے ہوا۔ قصیدہ کے بعد معزز مہمانوں کو اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع دیا گیا۔ سب نے مسجد کی تعمیر پر جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا اور مسجد کی خوبصورتی کو سراہا۔ جن احباب نے زمین تحفۃً دی تھی انہوں نے کہا کہ ہمیں بہت فخر ہے کہ ہماری زمین کسی اچھے مقصد کے لئے استعمال ہوئی ہے اور خوبصورت مسجد کی تعمیر سے گاؤں کی شان میں اضافہ ہوا ہے۔ پولیس کمشنر کے نمائندے نے کہا کہ آپ بلاخوف وخطر یہاں عبادت کرسکتے ہیں۔ ہم ہر لحاظ سے آپ کو سیکیورٹی کی فراہمی کی یقین دہانی کراتے ہیں۔ آخر پر مکرم رضوان وسیم بھٹہ صاحب نے بھی اپنے تأثرات میں جماعت کو مبارکباد دی اور مسجد کو آباد رکھنے کی طرف توجہ دلائی نیز اپنے والدین کی طرف سے مسجد کی تعمیر کی قبولیت کے لئے دُعا کی درخواست کی۔

اس کے بعد تمام احباب جماعت، سرکردہ افراد اور مرکزی وفد کی موجودگی میں فیتا کاٹا گیا۔ دعا کے بعد مکرم مرزا انوار الحق صاحب مبلغ سلسلہ بینن نے جمعہ پڑھایا۔ جمعہ کی ادائیگی کے بعد تمام حاضرین کی خدمت میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا جو وہاں کی لوکل لجنہ نے تیار کیا تھا۔

پیارے آقا نے ازراہِ شفقت مسجد کا نام ''مسجد محمود'' عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو مخلص نمازیوں سے ہمیشہ آباد رکھے۔ آمین

☆...☆...☆

آئیوری کوسٹ

مجلس انصار اللہ آئیوری کوسٹ کے 11 ویں سالانہ اجتماع کا کامیاب انعقاد

(خلاصہ پورٹ مرسلہ: مکرم باسط احمد صاحب۔ مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصار اللہ آئیوری کوسٹ کو مورخہ 6 اور 7/اپریل بروز جمعہ اور ہفتہ مہدی آباد آبی جان میں نہایت کامیابی اور جماعتی روایات کے ساتھ اپنا نیشنل اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

اجتماع کے لئے ایک انتظامی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس نے اجتماع کی تیاری کے سلسلہ میں متعدد اجلاسات اور وقارعمل منعقد کئے۔ مہدی آباد میں انصار کی رہائش کا انتظام تربیتی سینٹر کی عمارت اور اس سے ملحقہ شیڈ کو کور (cover) کیا گیا تھا۔ جبکہ مارکیز لگا کر پنڈال بنایا گیا تھا۔ ورزشی مقابلہ جات کے لئے وسیع گراؤنڈ کو ہموار اور صاف کیا گیا اور بیٹھنے کے لئے شامیانے اور کرسیوں کا انتظام تھا۔ ملک کے 16 ریجنز سے انصار کی آمد کا سلسلہ اجتماع سے ایک روز قبل 5/اپریل بروز جمعرات سے ہی شروع ہوگیا تھا۔ اجتماع میں شرکت کے لئے ملک نائیجر سے بھی دو افراد اڑھائی ہزار کلومیٹر کا فاصلہ بذیعہ بس طے کرکے تشریف لائے۔

پہلا دن۔ 6/اپریل 2018ء بروز جمعہ

6/اپریل بروز جمعہ صبح 4 بجے نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی۔ نمازِ فجر کے بعد عبادتِ الٰہی اور اس کی اہمیت کے عنوان پر درس دیا گیا۔

پرچم کشائی اور افتتاحی اجلاس

ناشتہ کے بعد صبح 9 بجے پرچم کشائی کی تقریب منعقد ہوئی۔ مکرم عبد القیوم پاشا صاحب امیر ومشنری انچارج آئیوری کوسٹ نے انصار اللہ کا جھنڈا لہرایا جبکہ مکرم امیر صاحب نے قومی پرچم لہرایا اور دعا کروائی۔

افتتاحی اجلاس کا آغاز مکرم امیر صاحب کی زیرِ صدارت تلاوت قرآن کریم مع فرنچ ترجمہ سے ہوا۔ عربی قصیدہ کے بعد تمام حاضرین نے مکرم صدر صاحب انصار اللہ کے پیچھے عہد دہرایا۔ بعد ازاں مکرم الحسن تیرو صاحب صدر مجلس انصار اللہ آئیوری کوسٹ نے افتتاحی تقریر کی۔ تمام حاضرین کو خوش آمدید کہنے کے بعد آپ نے انصار کو اجتماع کے پروگرامز میں بھرپور شرکت کرنے کی تلقین کی اور محبت، پیار، بھائی چارے کو فروغ دینے نیز اپنی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

اس کے بعد اجتماع کے مرکزی موضوع ''خلافتِ احمدیہ اور انصار اللہ کی ذمہ داریاں'' پر مکرم ڈاکٹر نظام الدین بدھن صاحب انچارج احمدیہ کلینک آبی جان نے نہایت مدلل اور پُرمغز تقریر کی جس کا رواں جولا ترجمہ مکرم عبدالرحمٰن وترا صاحب نے کیا۔ حاضرین نے اس تقریر کو نہایت توجہ سے سنا اور سراہا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ سپین سے براہ راست فرنچ اور جولا ترجمہ کے ساتھ سنایا گیا۔ بعد ازاں مقامی طور پر جمعہ ادا کیا گیا۔ نماز جمعہ اور عصر جمع کرکے ادا کی گئیں۔

کھانے کے بعد اجتماع کا دوسرا اجلاس مکرم صدر صاحب انصار اللہ کی زیر صدارت سوا تین بجے شروع ہوا۔ اس سیشن میں علمی مقابلہ جات کروائے گئے جن میں تلاوت، نظم، اذان اور حفظِ قرآن شامل تھے۔ ساڑھے چار بجے شام کھیل کے میدان میں ورزشی مقابلہ جات نشانہ غلیل، گولہ پھینکنا وغیرہ منعقد ہوئے۔ بعد ازاں نمازِ مغرب و عشاء جمع کرکے ادا کی گئیں جس کے معًا بعد تلقین عمل کا پروگرام ہوا۔

دوسرا دن۔ 7/اپریل 2018ء بروز ہفتہ

دوسرے دن کا آغاز نمازِ تہجد کی باجماعت ادائیگی سے کیا گیا۔ نمازِ فجر کے بعد زکوٰۃ کی اہمیت پر درس دیا گیا۔ بعد ازاں ناشتہ کا وقفہ ہوا۔

صبح 9 بجے ورزشی مقابلہ جات رسہ کشی، 100 میٹر دوڑ، پنجہ آزمائی وغیرہ کروائے گئے۔ اس کے بعد تیسرا اجلاس مکرم صدر صاحب انصار اللہ کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوتِ قرآن کریم کے بعد مکرم باسط احمد صاحب مبلغ سلسلہ گراں بسم ریجن نے پانچ ارکانِ اسلام اور ان کی مختصر

وضاحت کے عنوان پر ایک جامع تقریر کی جس کا ساتھ ساتھ جولا زبان میں ترجمہ بھی کیا گیا۔

اس کے بعد نماز ظہر و عصر و طعام کے لئے وقفہ ہوا۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد بقیہ علمی مقابلہ جات کروائے گئے جن میں دینی معلومات، پیغام رسانی، مشاہدہ معائنہ اور فی البدیہ تقریر شامل ہیں۔ انصار کو خطبات جمعہ سے لگاؤ پیدا کرنے کے لئے دینی معلومات کے مقابلہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے حالیہ خطبات سے سوالات تیار کئے گئے تھے۔

اختتامی اجلاس

شام چار بج کر پندرہ منٹ پر اجتماع کا اختتامی اجلاس مکرم عبد القیوم پاشا صاحب امیر و مشنری انچارج آئیوری کوسٹ کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ مقابلہ تلاوت میں اول آنے والے ناصر مکرم قولیبالی آدم صاحب نے تلاوت اور ترجمہ پیش کیا۔ مقابلہ نظم میں پوزیشن لینے والے ناصر مکرم دمبیلے یعقوب صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا قصیدہ پیش کیا۔ بعد ازاں نائیجر سے آنے والے مہمان مکرم لوئے سعیدو صاحب صدر مجلس انصار اللہ نائیجر نے مختصر تقریر میں اپنے خیالات کا اظہار کیا اور منتظمین کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد مکرم باسط احمد صاحب مربی سلسلہ نے اجتماع کی رپورٹ پیش کی۔ صدر صاحب مجلس انصار اللہ نائیجر اور آئیوری کوسٹ نے مکرم امیر صاحب آئیوری کوسٹ کے ہمراہ انصار میں انعامات تقسیم کئے۔ آخر پر مکرم امیر صاحب نے اختتامی تقریر کی جس میں نماز باجماعت کے حوالہ سے انصار کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اس سلسلہ میں آپ نے قرآن کریم کے متعدد حوالہ جات اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات پیش کئے۔ دعا کے ساتھ اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔

امسال 16 ریجنز کی 150 سے زائد مجالس کے 490 انصار اور 40 زائرین نے اجتماع میں شرکت کی۔ یوں کل حاضری 530 رہی۔

قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کو زیادہ سے زیادہ مقبول خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی مساعی میں برکت ڈالے۔ آمین

☆...☆...☆

رمضان المبارک

شاید یہ مری عمر کا ہو آخری رمضان
شاید نہ ملے پھر مجھے اس ماہ کا فیضان
شاید یہی مہلت مجھے توبہ کی ملی ہو
اک ہلکے اشارے سے بندھا رہتا ہے انسان
اُس دَر سے میں چمٹی ہوں جو ہے رحمتوں والا
رو رو کے ہے فریاد کہ بخشش کے ہوں سامان
مولا تُو مجھے حشر میں شرمندہ نہ کرنا
اس بندۂ عاصی پہ بہت ہو گا یہ احسان
سنتے ہیں کہ رمضان میں ملتی ہیں مرادیں
ازراہِ کرم بخش مجھے جنّتِ رضوان
ہے وعدہ ترا روزوں کی تُو آپ جزا ہے
ہے عرض یہی ایک کہ تُو میرا ہو رحمان
ہُوں راضی میں تم سے ملے تیری رضا بھی
کھل جائے مرے واسطے جو باب ہے غفران
مولا تری درگاہ میں اک یہ بھی دعا ہے
جاری رہیں نسلوں میں یہ انعام یہ احسان

(امۃ الباری ناصر)

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ از صفحہ 18

ہے اور جملہ غیر از جماعت خواتین کو غلام سکینہ نے قرآن پڑھانے کی سعادت پائی جن کی تعداد ہزاروں میں ہے۔

☆ محترمہ خاتم النساء صاحبہ اہلیہ محترم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب کو قرآن کریم سے بڑی محبت تھی۔ کثرتِ تلاوت کی وجہ سے صرف قراءت سن کر اس میں کوئی غلطی ہوتو اصلاح کر دیتی تھیں۔ درس ہوتا تو بڑے شوق سے اس میں شامل ہوتیں۔ بلکہ ہمیشہ یہ خواہش رکھتی تھیں کہ درس ان کے گھر میں ہو۔ قرآن کریم سے اس محبت کے بعض ظاہری آثار بھی تھے اور قرآن کے خوبصورت جزدان یعنی کپڑے کے غلاف تیار کرنا گویا ان کا مشغلہ تھا۔

☆ محترمہ شبانہ حفیظ اپنی خوش دامن مکرمہ سلمیٰ مطہرہ کے متعلق لکھتی ہیں: فجر کی نماز کے بعد ہر روز تلاوت کرتی تھیں۔ وفات سے کچھ سال پہلے نظر بہت کم ہوگئی تھی لیکن قرآن مجید کی بڑی چھوٹی بہت سورتیں زبانی یاد کی ہوئی تھیں جو پڑھتی تھیں اور بعض دفعہ مجھے فرماتیں کہ تم قرآن مجید کھول کر مجھ سے سنو۔

☆ مکرم پروفیسر محمد شریف خانصاحب اپنی اہلیہ محترمہ رشیدہ تسنیم صاحبہ کے متعلق لکھتے ہیں: لجنہ کے زیر انتظام منعقدہ کلاس برائے درستگی تلفظ قرآن میں شامل ہو کر صحیح تلاوت سیکھی۔ پھر زیادہ وقت قرآن کریم کی تلاوت اور حضرت مسیح موعود کی فرمودہ تفسیر قرآن کے مطالعہ میں صرف ہوتا۔ ایم ٹی اے پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے قرآن شریف کے درس بڑے انہماک سے سنتیں اور ساتھ ساتھ نوٹس لیتی جاتیں اور ان کی روشنی میں گھر میں مختلف دینی مسائل پر گفتگو کرتیں۔ امریکہ شفٹ ہو کر بھی یہاں رشتہ دار بچوں کو قاعدہ اور قرآن کریم پڑھاتیں۔ قریب رہنے والی مستورات کو اُن کی خواہش پر قرآن کریم گھر جا کر بھی پڑھاتیں۔ ایم ٹی اے پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی قرآن کلاس میں باقاعدہ شامل ہوئیں، قرآن کریم ہاتھ میں رکھتیں اور نوٹس لیتیں۔ جب حضورؒ کا ترجمہ قرآن چھپا تو خرید کر کئی عزیزوں کو تحفہ میں دیا۔

☆ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ کا کہنا تھا کہ پہلے بچہ قرآن پاک ختم کرے پھر اس کو سکول میں داخل کرو۔ اگرچہ آپ کا تلفظ قرآن پاک بہت اچھا تھا مگر جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے عربی تلفظ سیکھنے کی تحریک کی تو عمر زیادہ ہونے کے باوجود بہت شوق سے کلاسز میں شامل ہو کر کے عربی تلفظ خود بھی سیکھا اور دوسروں کو بھی تحریک کی۔ چنانچہ آپ کو دیکھتے ہوئے بہت سی بزرگ خواتین نے بھی سیکھا۔ آپ 1977ء میں وصیت کی بابرکت تحریک میں بھی شامل ہوئیں تو پھر ایک جہاد کی شکل میں اَن گنت بچوں اور بچیوں اور بعض عمر رسیدہ خواتین کو بھی قرآن پاک سادہ اور ترجمہ سے پڑھایا۔ کہا کرتی تھیں کہ ہر وصیت کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ دوسری نیکیوں کے ساتھ ساتھ قرآن بھی پڑھائے۔ بوقت وفات بھی وینکوور میں وقف نو کے بچوں کو قرآن پڑھانے کا کام آپ کے سپرد تھا۔ پنجوقتہ نماز اور قرآن کی تلاوت کا خود بھی التزام کرتیں اور اپنی اولاد کو بھی نصیحت کرتیں کہ ان دونوں چیزوں کو کبھی نہ چھوڑنا۔ اسی میں نجات ہے۔ رمضان المباک میں ہمیشہ دو مرتبہ قرآن پاک کا دور مکمل کرتیں ایک دفعہ سادہ اور ایک دفعہ ترجمہ سے۔

...❁...❁...❁...

بقیہ: نماز جنازہ حاضر و غائب از صفحہ نمبر 2

بجالاتے رہے۔ اپنی بیماری کا عرصہ بڑے صبر اور ہمت سے گزارا۔

6۔ مکرم چوہدری ظہیر احمد صاحب ابن مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب (کینیڈا)

20 مارچ 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ ایک مخلص خاندان سے تعلق رکھنے والے نیک فطرت اور صالح انسان تھے۔ آپ کے والد مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب کو ایک لمبا عرصہ بطور نیشنل سیکرٹری وصایا کینیڈا خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم کی اہلیہ بطور پرنسپل احمدیہ ایلیمنٹری سکول مسی ساگا (کینیڈا) خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔ آپ مکرم منیر احمد صاحب چوہدری ڈائریکٹر ایم ٹی اے ٹیلی پورٹ امریکہ کے بھائی اور مکرم فرحان احمد حمزہ قریشی صاحب (مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا) کے ماموں تھے۔

7۔ مکرم مبارک احمد بٹ صاحب ابن مکرم محمد صادق بٹ صاحب (کینیڈا)

4؍ اگست 2017ء کو ربوہ میں 88 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ حضرت حافظ عبد العزیز صاحبؓ کے پڑپوتے، حضرت عبد الرحیم صاحبؓ عرف میاں پھولا کے نواسے اور حضرت بابو اسد اللہ صاحبؓ کے پوتے تھے۔ آپ کا بچپن قادیان میں گزرا۔ قادیان کی کبڈی ٹیم کے رکن تھے۔ تقسیم ہند کے بعد جہلم میں رہائش اختیار کی اور جہلم جماعت میں لمبا عرصہ سیکرٹری جائیداد کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ 1974ء کے پُرآشوب دور میں آپ کی دکان کو دو دفعہ لوٹا گیا مگر آپ ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ 1997ء میں کینیڈا منتقل ہو گئے تھے۔

8۔ مکرم کرنل (ر) نذیر احمد صاحب ابن مکرم دانشمند خان صاحب) آف پبی ضلع پشاور۔ حال شکاگو۔ امریکہ)

21؍ اپریل 2018ء کو امریکہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ریٹائرمنٹ کے بعد امریکہ شفٹ ہو گئے اور وہاں شکاگو جماعت میں جنرل سیکرٹری اور سیکرٹری وصایا کی حیثیت میں لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ آپ جماعتی کاموں کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے تھے۔ نظام جماعت کی اطاعت کو نہ صرف اپنا شیوہ بنایا بلکہ اپنی اولاد اور جاننے والوں کو بھی اس کی نصیحت کی۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت سے گہرا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ مکرم بشیر احمد صاحب رفیق (سابق امام مسجد فضل لندن) کے چھوٹے بھائی تھے۔

9۔ مکرم سید بشیر احمد ناصر صاحب ابن مکرم سید عبد السلام صاحب (حلقہ کریم نگر۔ مصطفیٰ آباد۔ فیصل آباد)

12؍ اپریل 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے دادا حضرت سید فاضل شاہ صاحبؓ اور نانا حضرت سید بہاول شاہ صاحبؓ دونوں حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی تھے۔ مرحوم نماز باجماعت کے پابند، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے، خلافت سے مضبوط تعلق رکھنے والے بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

10۔ مکرمہ امۃ اللطیف صاحبہ اہلیہ مکرم شفقت احمد صاحب (دار العلوم جنوبی۔ ربوہ)

22؍ اپریل 2018ء کو 61 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نے ساری زندگی نظام جماعت کی اطاعت اور خلافت کی بےلوث محبت میں گزاری۔ خلفاء کی تحریکات پر لبیک کہتے ہوئے اس میں حصہ لینے کی بھرپور کوشش کرتیں اور بچوں کو بھی اس کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ نے لمبا عرصہ ضلع رحیم یار خان میں صدر لجنہ اور مختلف دوسرے عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ 3 بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم عبد العزیز شاہد وینس مرحوم (سابق امیر و مشنری انچارج جزائر فجی و یوگنڈا) کی بیٹی تھیں۔ آپ مکرم نعمان احمد صاحب شفقت (مربی سلسلہ) کی والدہ اور مکرم محمد ولید احمد صاحب (مربی ضلع بہاولنگر) کی ساس تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆...☆...☆

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

....

جماعت احمدیہ اور خدمت قرآن

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 18 و 19 مئی 2012ء میں مکرم عبدالسمیع خان صاحب کے قلم سے قرآن پڑھنے، پڑھانے اور سیکھنے سکھانے کی سچی لگن کے چند دلکش واقعات شاملِ اشاعت کئے گئے ہیں۔ صادقانہ محبت کے ان عاشقانہ نظاروں میں سے انتخاب پیش ہے:

☆ مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب اپنی خودنوشت ''داستانِ حافظ'' میں بیان کرتے ہیں کہ میرے بچپن کا زمانہ تھا۔ قادیان میں اس زمانہ میں کوئی بیس کے قریب مساجد تھیں جہاں رمضان المبارک کے مہینہ میں عشاء کے بعد تراویح کا اہتمام ہوتا اور نہایت باقاعدگی کے ساتھ ان میں قرآن کریم ختم کیا جاتا۔ البتہ مسجد مبارک کو ایک خاص امتیاز حاصل تھا کہ وہاں عشاء کے بعد کی بجائے سحری کے وقت نماز تراویح کا اہتمام ہوتا تھا۔

1946ء میں ہمارا 9 افراد پر مشتمل واقفین مبلغین کا گروپ انگلستان کے لئے بمبئی سے بذریعہ بحری جہاز روانہ ہوا۔ 3 ہفتے ہمیں اس سفر میں لگ گئے۔ ہمارا اکثر وقت درس و تدریس، باجماعت نمازوں اور نوافل کی ادائیگی میں گزرتا۔ تہجد کے نوافل کا بھی التزام رہا۔ امامت کا کام جہاز میں اس ناچیز کے سپرد تھا۔ چنانچہ موقع اور وقت کی مناسبت سے خاکسار نے یہ التزام کیا کہ فرض نمازوں اور تہجّد میں، جن میں قراءت با □کی جاتی ہے، سارا قرآن شریف ختم کیا جائے۔ اس کے بعد پھر رمضان المبارک میں لندن کی مسجد فضل میں 1946ء میں اور پھر ہالینڈ کی مسجد میں بھی قرآن ختم کرنے کی توفیق ملتی رہی۔

لندن میں تبلیغ کا ایک ذریعہ ہائیڈ پارک میں تقریر کرنے کا بھی تھا۔ انگریزی میں تقریر کرنے کی قابلیت تو اُس وقت نہ تھی تاہم حاضرین کو اکٹھا کرنے کے لئے تلاوت کئی دفعہ کی اور جب تلاوت کے نتیجہ میں کچھ لوگ جمع ہوجاتے تو ہم میں سے کوئی دوست تقریر شروع کردیتے اور پھر تبادلہ خیال کا سلسلہ شروع ہوجاتا۔

حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ کی رہائش ہمارے ہی مکان کے چوبارہ پر تھی۔ غالباً 1924ء کا زمانہ تھا۔ رمضان المبارک میں درس کے لئے تشریف لے جاتے تو گھر میں اپنی اہلیہ محترمہ کو ایک دفعہ پہلے سارا سپارہ سنا کر تشریف لے جاتے۔ آپ کی آواز میں ایک مٹھاس تھی۔ اسی طرح حافظ جمال احمد صاحب کا مسجد اقصیٰ میں قرآن مجید پڑھنا یاد ہے۔ حضرت حافظ سلطان حامد صاحب جو حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ کے بھی حافظ کلاس میں استاد رہے ہیں اور مسجد اقصیٰ کے امام الصلوٰۃ ہوا کرتے تھے۔ ان کے پڑھنے کا رنگ بھی گو تحت اللّفظ کے طرز کا تھا مگر بہت پُرلطف تھا۔ یہی کیفیت حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کی تھی۔ انہیں قرآن پر بڑا عبور تھا اور قرآن پاک کے لفظ موتیوں کی طرح ان کے منہ سے نکلتے تھے۔ حافظ محمد رمضان صاحب حافظ کلاس میں مجھ سے سینئر تھے۔ ان کی تلاوت بھی بہت عمدہ تھی اور صحیح تھی۔ ایک دفعہ انہوں نے ایک ضرورت کے پیش نظر صرف تین رات تراویح میں سارا قرآن کریم ختم کیا۔ حافظ مسعود احمد صاحب کی بڑی ہمت ہے کہ باوجود دوسری تعلیمی مصروفیات کے انہوں نے قرآن کریم کا دَور ہمیشہ جاری رکھا اس میں بہت حد تک ان کے والد صاحب حضرت بھائی محمود احمد صاحب کا بھی بڑا دخل ہے۔

بیسیوں خاص مواقع پر تلاوت کرنے کی اس عاجز کو سعادت نصیب ہوئی۔ جن میں پارٹیشن سے پہلے قادیان کا آخری جلسہ سالانہ بھی ہے۔ اس وقت بھی جب 1942ء میں لاہور میں حضرت مصلح موعودؓ کا لیکچر ''اسلام کا اقتصادی نظام'' ہوا۔ نیز 1946ء میں قائداعظم جناح نے پاکستان کے ضمن میں ایک اہم لیکچر لندن کے Castonhall میں دیا۔ اس وقت بھی تلاوت خاکسار نے کی۔ پھر یورپ میں چار احمدیہ مساجد جو سوئٹزرلینڈ، ڈنمارک، فرینکفرٹ اور ہیمبرگ میں تعمیر ہوئیں، اُن کی افتتاحیہ تقاریب میں تلاوت قرآن کریم کی توفیق ملی۔ لندن میں حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کی موجودگی میں متعدد مرتبہ تلاوت کا موقعہ ملا۔ مسجد فضل لندن میں 1979ء سے 1985ء تک تراویح پڑھانے کی سعادت بھی حاصل رہی۔

☆ مکرم محمد شفیق قیصر صاحب اپنے والد محترم چوہدری محمد حسین صاحب کا ذکرِخیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ راجن پور کے ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ اپنے خاندان میں سب سے پہلے احمدی ہوئے اور پھر آپ کی تبلیغ سے خاندان کے دیگر افراد احمدیت کی آغوش میں آئے۔ آپ چھوٹی عمر میں قادیان تشریف لے آئے۔ قرآن کریم کے عاشق تھے اور ایک چھوٹے سائز کا قرآن کریم ہروقت آپ کے پاس رہتا۔ جب بھی موقع ملتا تلاوت کرنے لگتے۔ آپ زمیندار تھے۔ بیلوں کے ذریعہ ہل چلاتے ہوئے جب تھک جاتے تو آرام کرنے کے دوران قرآن کریم پڑھتے۔ آپ کو فارغ بیٹھے ہوئے نہ دیکھا۔ یا تو آپ کسی کام میں مشغول ہیں، سو رہے ہیں یا پھر قرآن کریم کی تلاوت کر رہے ہوتے۔ اگر روشنی نہ ہوتی تو بعض مسنون قرآنی دعائیں بآواز بلند بڑے سوز سے پڑھتے رہتے۔

☆ مکرم مسعود احمد صاحب خورشید سنوری اپنے ربّ کریم اور اس کے پاک کلام سے شدید محبت رکھتے تھے۔ روزانہ کئی گھنٹے نوافل اور تلاوت میں گزرتے۔ قرآن کریم کا ذاتی نسخہ، جس پر جابجا حاشیوں میں اور مزید کاغذ لگا کر نشان لگائے ہیں کہ کن نکات پر رُک کر غور کرو اور حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کی تفاسیر کے حوالے درج کئے ہیں۔ وفات سے پہلے اپنی ایک عزیزہ سے کہا کہ میرے بعد یہ نسخہ اپنے ساتھ لے جانا اور پڑھنا پڑھانا۔

کراچی میں آپ کا گھر جماعتی تقریبات کا مرکز تھا۔ سالہا سال پورا رمضان روزانہ آپ خود اور دیگر علماء قرآن کا درس دیتے رہے۔ فجر کے بعد بلند آواز میں باقاعدگی سے تلاوت کرتے۔ دفتر جاتے اور واپسی پر سارا وقت تلاوت میں ہی گزارتے۔ آخری وقت میں بچوں کو جو نصائح کیں ان میں سب سے اہم بات یہ تھی نماز اور قرآن پڑھنے کا ہمیشہ خیال رکھنا۔

امریکہ آبسے تو کثرت سے قرآن کریم کے نسخے تحفۃً تقسیم کرتے رہے۔ آخری دو سالوں میں دن کا زیادہ وقت قرآن شریف پڑھتے یا سنتے گزارتے۔ تلاوت ختم کرنے کے بعد ہمیشہ قرآن کریم کو بوسہ دے کر بند کیا کرتے تھے۔ Laptop اسی لئے خریدا کہ تلاوت سن سکیں۔ بتاتے تھے کہ اُن کے والد حضرت مولوی محمد موسیٰ صاحبؓ نے مرتے وقت یہ وصیت کی تھی کہ دیکھنا میرے بعد گھر میں ہمیشہ قرآن پاک کھلا رہے، یعنی ہر روز اس کی تلاوت ہوتی رہے۔ آپ کو قرآن شریف کا کافی سارا حصہ زبانی یاد تھا جسے نمازوں میں پڑھا کرتے تھے۔

ایک بار جامعہ احمدیہ ربوہ کے 100 طلباء کو قرآن مجید تحفے کے طور پر بھجوائے۔ آپ کے داماد جب بھی اپنے زیرتبلیغ دوستوں کو ربوہ لے جاتے تو اُن دوستوں کو اپنی طرف سے قرآن پاک تحفے میں دلواتے۔ 2005ء میں آپ نے قرآن کریم کے 200 نسخہ جات ہندوستان کی احمدیہ لائبریریوں میں رکھوانے کے لئے 1100 پاؤنڈ کا چیک لندن مرکز کو دیا۔ الغرض کثرت سے قرآن کریم کے نسخے تقسیم کرتے رہے۔

☆ محترمہ رشیدہ تسنیم خان صاحبہ اپنے والد محترم خیرالدین بٹ صاحب کے ذکر میں لکھتی ہیں: آپ کو صحیح تلفّظ کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے کا شوق تھا۔ اکثر مسنون عبادات، دعاؤں اور قرآن حکیم کی تلاوت میں منہمک رہتے۔ آپ کے تقویٰ طہارت کے باعث ملازمت کے دوران جہاں جاتے وہاں امام الصلوٰۃ بنالئے جاتے۔ نماز میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرتے ہوئے اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ اور دیگر دعاؤں کا تکرار کرتے۔ اپنے ماحول میں بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کا فریضہ بڑے شوق سے ادا کرتے۔

☆ مکرم محمد شفیع خان صاحب لکھتے ہیں کہ 1965ء میں لاہور کی مسجد میں چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ مکرم انشاء اللہ خان صاحب سے ملاقات ہوئی۔ (عمر) 50 کے لگ بھگ تھی۔ انہوں نے مجھے کہا کہ میرے پاس عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت خالی ہے، تم مجھے کچھ ایسے بچے ڈھونڈ کردو جنہیں میں قرآن شریف پڑھا دیا کروں۔ میں نے اُن سے پوچھا کیا آپ کے پاس گاڑی ہے جس پر آپ دو تین میل دُور جاسکیں۔ کہنے لگے گاڑی تو ہے لیکن مَیں پیدل جایا کروں گا تاکہ میری واک بھی ہوجائے۔ کچھ دن بعد پھر انہوں نے اس بارہ میں مجھ سے پوچھا تو میں نے جواب دیا کہ کوشش کر رہا ہوں۔ اس پر وہ ناراض ہوگئے۔ کئی روز بعد ملے تو بہت خوشی سے بتایا کہ مجھے بچے مل گئے ہیں۔ وہ صبح تہجد ادا کرکے گھر سے نکلتے اور پیدل بچوں کے گھر جاکر پہلے نماز فجر ادا کرتے پھر بچوں کو قرآن کریم پڑھا کر پیدل ہی واپس آتے۔ اسی طرح دفتری اوقات کے بعد پیدل نکلتے اور قرآن کریم پڑھا کر مغرب تک واپس آجاتے۔ انہوں نے یسرنا القرآن منگوا کر رکھے تھے جو بلامعاوضہ بچوں کو دیتے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ قول بہت عزیز رکھتے کہ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔

☆ حضرت مولانا ظہور حسین صاحب بخارا کو جاسوسی کے الزام میں روس کی جیلوں میں غیرانسانی اذیّتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ فرماتے ہیں: مَیں دن رات بس اللہ تعالیٰ سے ہی دعائیں مانگتا اور حسب عادت رات کو تہجد کے لئے اٹھتا۔ صبح کے وقت نماز کے بعد قرآن شریف کی تلاوت کرتا اور سورج طلوع ہونے کے بعد دو نفل ادا کرتا اور اللہ کریم سے اپنی حفاظت اور بچاؤ کی دعا مانگتا۔

اشک آباد جیل خانہ میں بہت سے ترک قیدی تھے۔ وہ مجھے روزانہ نماز پڑھتے اور قرآن شریف کی تلاوت کرتے دیکھتے تھے اور ان میں سے بہتوں کو مجھ سے شدید محبت ہوگئی۔ تاشقند جیل میں بھی بہت سے مسلمان قیدی تھے انہوں نے مجھے اپنا امام منتخب کرلیا اور سب میری اقتدا میں نماز ادا کرتے تھے۔

☆ مکرم چوہدری عبدالرشید صاحب (برادر محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نوبل لارئیٹ) اپنے والد محترم چوہدری محمد حسین صاحب کے متعلق لکھتے ہیں: قرآن پاک اور کتب حضرت مسیح موعودؑ ہر وقت پڑھنے کی عادت تھی۔ ہمیشہ قرآن پاک کا درس گھر میں خود دیتے تھے اور ہم سب بچوں کو زیادہ سے زیادہ قرآن پاک یاد کرنے کی تلقین کرتے تھے۔

☆ حضرت مولوی محمد الیاس صاحب نے جب احمدیت قبول کی تو لوگ اُن کی اہلیہ اشرف بی بی صاحبہ کے پاس اپنی عورتوں کو بھیجتے کہ محمد الیاس قادیانی کافر ہوگیا ہے اور تمہارا نکاح اُس سے ٹوٹ گیا ہے، تم اپنی والدہ کے گھر چلی جاؤ، ہم تمہارا دوسرا نکاح کسی اور شخص سے کرا دیں گے۔ وہ کہتیں: یہ کیسا کافر ہے؟ جو نمازیں پڑھتا ہے، تہجد کی نماز میں روتا ہے اور قرآن پاک ہر وقت پڑھتا رہتا ہے۔ اگر یہ کافر ہے تو میں بھی کافرہ ہوں۔

☆ محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کے والد محترم حافظ محمد عبداللہ صاحب صبح کی نماز کے بعد بچے اور بچیوں کو تین چار گھنٹے قرآن پڑھاتے اور نماز سادہ اور باترجمہ سکھاتے۔ آپ کی اس محنت شاقہ کا نتیجہ تھا کہ گاؤں کی اکثریت قرآن کریم اور نماز باترجمہ جانتی تھی۔ ایک چھوٹے سے کمرہ میں رہائش تھی جس کے سامنے درخت کے سایہ میں چارپائی ڈال کر بیٹھ جاتے اور سارا دن بچوں، بچیوں اور دیگر لوگوں کو دینی علوم سے فیضیاب کرتے۔

☆ محترمہ وحیدہ حنیف صاحبہ اپنے سسر مکرم سید رفیق احمد شاہ صاحب کے متعلق لکھتی ہیں کہ بڑی بچی نے قرآن حفظ کیا تو رمضان میں مسجد مبارک میں تراویح پڑھنے لے جاتے کہ قرآن سن کر دوہرائی ہوجائے گی۔ بچیوں کو کہتے کہ میرے پاس بیٹھ کر تلاوت کرو۔

وفات سے آٹھ دن قبل قومہ میں چلے گئے۔ مَیں

جماعت احمدیہ امریکہ کے ماہنامہ ''النور'' جولائی 2012ء میں شاملِ اشاعت، رمضان المبارک کے حوالہ سے کہی گئی، مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

متّقی ہونے کا سب سامان ہے رمضان میں
یہ خدا کا خاص اِک احسان ہے رمضان میں
کاروبارِ جنسِ عصیاں بند ہے رمضان میں
مستقل جکڑا ہوا شیطان ہے رمضان میں
عام سی کوشش پہ بھی ہے اجر بے حدوحساب
قرب پانے کا کھلا میدان ہے رمضان میں
بھیگنا ہے جس کو بھیگے رات دن بوچھاڑ میں
مغفرت کا مستقل باران ہے رمضان میں
یہ مہینہ ہے مقدّس اور تصوّف کا نچوڑ
عبد سے معبود خود یک جان ہے رمضان میں
عیش وغفلت میں فنا کردے جو یہ گنتی کے دن
کون اتنا غافل و نادان ہے رمضان میں
زینہ زینہ طَے کرے گا معرفت کی منزلیں
جو بھی عرشیؔ، صاحبِ عرفان ہے رمضان میں

روزانہ چار گھنٹے وہاں رُکتی اور اس دوران سورۃ یٰسین اور پھر دعائیہ آیات کی آواز بلند تلاوت کرتی۔ وفات سے ایک روز قبل مَیں نے تلاوت شروع کی تو آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا۔ میں نے السلام علیکم کہا۔ سر ہلا کر جواب دیا۔ مَیں نے پوچھا پڑھوں؟ سر کے اشارہ سے جواب دیا کہ ہاں۔ مَیں پڑھتی رہی، میری طرف دیکھتے رہے۔

☆ چنیوٹ کے حاجی تاج محمود صاحب نے 1902ء میں تحریری بیعت کی۔ 1939ء میں رمضان شریف کے مہینہ میں اُن کی اہلیہ کی وفات اُس وقت ہوئی جب حاجی صاحب مع چند اور احمدیوں کے ایک ہمسایہ کے ہاں تراویح کی نماز پڑھ رہے تھے اور اُن کا ایک حافظ قرآن نواسہ قرآن مجید سنا رہا تھا۔ چار تراویح پڑھی جا چکی تھیں۔ اہلیہ کے انتقال کی اطلاع ملی تو حاجی صاحب نے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا اور اپنے نواسے کو ہدایت کی کہ بقیہ چار تراویح میں حسب معمول قرآن مجید سنائے۔ پھر پوری نماز ختم کرنے کے بعد وہ اور دیگر اقرباء آپ کے گھر پہنچے۔

1941ء میں چنیوٹ میں جب مسجد تعمیر ہوئی تو اس دن سے آخری ایام تک وہ مسجد ان کا ملجا و ماویٰ بنی رہی۔ ہر وقت قرآن مجید کی تلاوت اور وعظ و نصیحت میں مصروف رہتے تھے۔

☆ محترم عبدالرحمٰن صاحب دہلوی کے متعلق ان کے بیٹے لکھتے ہیں: جب آپ کینیڈا آئے تو چند دن بعد مجھے کہنے لگے کہ پاکستان میں تم نماز اور قرآن روزانہ پڑھنے کی پابندی کرتے تھے لیکن اب دین کا خانہ بالکل خالی ہے۔ اس سے تو بہتر تھا کہ تم پاکستان میں رہتے لیکن دین تمہارے پاس رہتا۔ مَیں نے ان سے معافی مانگی اور کہا کہ آئندہ کبھی انہیں شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔ چنانچہ ستائیس سال پہلے کی گئی اس نصیحت کے بعد نہ صرف مَیں نے نماز اور قرآن کی تلاوت میں باقاعدگی اختیار کی بلکہ روزانہ نصف گھنٹہ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب بھی آپ کو سنایا کرتا اور اس طرح کم از کم تین بار ساری کتب بھی پڑھ ڈالیں۔ آپ کی آنکھوں کے دو آپریشن ہوئے جس کے بعد صحیح طور پر تلاوتِ قرآن یا حضرت مسیح موعودؑ کی کتب نہ پڑھ سکتے تھے جس کا آپ کو بہت صدمہ تھا۔

☆ محترم شیخ محمد یعقوب صاحب چنیوٹی نے قابل رشک انداز میں درویشی کا عرصہ اس طرح گزارا کہ آپ کو دیکھ کر ذکر الٰہی کا مفہوم پوری طرح ذہن میں سما جاتا تھا۔ تہجد کے اوّلین لمحات میں مسجد مبارک میں پہنچ جاتے۔ اور صبح کی نماز سے فارغ ہو کر ایک لَے اور ترتیل اور سوز کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت اس طرح کرتے کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ پپوٹوں نے آنسوؤں کا ایک سیلاب روک رکھا ہے۔ معصومیت کا ایک ہالہ سا آپ کے چہرہ کو گھیرے رہتا تھا۔

☆ مکرم چوہدری محمد عبداللہ صاحب درویش قادیان قرآن کریم کی تلاوت بڑی خوش الحانی سے کرتے تھے اور تلفظ پر بڑا عبور حاصل تھا۔ کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے۔ رمضان المبارک میں 3 دن میں دَور مکمل کر لیا کرتے تھے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے آپ کے کتبے کی عبارت پر لکھوایا "تلاوت قرآن پاک میں خاص شغف رکھتے تھے"۔

☆ محترم مولوی محمد شریف صاحب کو حج کے مناسک ادا کرتے ہوئے ایک معاند احمدیت کی رپورٹ پر اُس وقت گرفتار کیا گیا جب وہ حرم میں مقامِ ابراہیم کے پاس بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے۔ وہ جنوری 1974ء سے مئی 1974ء تک جیل میں رہے۔ انہوں نے جیل کے کمرہ میں داخل ہوتے ہی قرآن کریم طلب کیا اور اکثر وقت اس کی تلاوت میں گزارتے تھے اور نہایت خشوع و خضوع سے نمازیں ادا کرتے۔

☆ 1913ء میں ایک غیر احمدی صحافی محمد اسلم صاحب چند دن کے لئے قادیان آئے اور واپس جا کر اپنے تأثرات میں لکھا: صبح کی نماز منہ اندھیرے چھوٹی مسجد میں پڑھنے کے بعد جو میں نے گشت کی تو تمام احمدیوں کو میں نے بلا تمیز بوڑھے و بچے اور نوجوان کے لیمپ کے آگے قرآن مجید پڑھتے دیکھا۔ دونوں احمدی مساجد میں دو بڑے گروہوں اور سکول کے بورڈنگ میں سینکڑوں لڑکوں کی قرآن خوانی کا مؤثر نظارہ مجھے عمر بھر یاد رہے گا۔

☆ خان بہادر سعداللہ خان صاحب خٹک آف پشاور نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ہاتھ پر 1911ء میں بیعت کی اور پھر وہ تبدیلی اختیار کی کہ آپ ولی اللہ بن گئے۔ ایک دفعہ اُن کے ایک پرانے دوست قاضی محمد احمد جان صاحب چند افسران کے ساتھ بطور جرگہ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ خان صاحب ہم کو آپ کے احمدی ہونے پر سخت صدمہ ہے۔ کیا اچھا ہو اگر آپ پھر توبہ کرلیں۔ آپ نے جواب دیا کہ جب مَیں آپ کی طرح مسلمان تھا تو آپ کو معلوم ہے کہ آپ صاحبان کی مہربانی سے نہ نماز پڑھتا نہ تہجد نہ قرآن کریم سے کوئی واقفیت یا تعلق تھا سارا دن تاش اور شطرنج میں گزرتا اور لڑکے آ کر ناچتے۔ خدا بھلا کرے ہمارے مولوی مظفر احمد صاحب کا جن کے نیک نصائح اور پاک صحبت نے اس گندی زندگی سے بیزار کرا کر پابند نماز و تہجد کیا اور درس قرآن کا شوق دلایا۔ اگر دین یہ نہیں جو احمدیت کے ذریعہ حاصل ہوا اور دین دراصل وہ تھا جو میں آپ لوگوں کی رفاقت میں اختیار کر چکا تھا تو مجھے یہ کفر اس دین سے پسندیدہ ہے۔

☆ مکرم میاں ثناء اللہ صاحب راجوری مقامی جماعت بڑھانوں کے عرصہ تک صدر رہے۔ جماعت کی تعلیم و تربیت میں بہت کوشاں رہتے۔ مردوں اور عورتوں کو یسرنا القرآن، قرآن کریم ناظرہ اور پھر ترجمہ پڑھانا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ بہت سے مرد اور عورتیں جو کہ بڑی عمر تک پہنچ چکے تھے مگر قرآن کریم پڑھنا نہ جانتے تھے۔ آپ کی کوششوں کے نتیجہ میں قرآن کریم ناظرہ و ترجمہ و دیگر دینی کتب پڑھنے لگے۔

☆ مکرم مجید احمد بشیر صاحب اپنے والدین (محترم چوہدری نذیر احمد صاحب اور مریم صدیقہ صاحبہ) کے متعلق لکھتے ہیں: والد صاحب کو قرآن مجید سے عشق تھا محترمہ والدہ صاحبہ خود بھی تلاوت کی عادی تھیں اور اپنی اولاد کو بھی سختی سے پابندی کرواتی تھیں۔ محترم والد صاحب ملازمت کے سلسلہ میں مختلف شہروں میں مقیم رہے لیکن ماہ رمضان ربوہ میں ہی گزارتے اور قرآن کریم کے دو تین دَور کرتے اور ہمیں بھی قرآن کریم صحت سے پڑھنے کی طرف توجہ دلاتے۔ مسجد مبارک میں درس قرآن سے استفادہ کرتے اور ہماری بھی نگرانی کرتے۔ خاکسار کو قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ پڑھنے کی نصیحت کرتے اور یہ ہدایت تھی کہ ہر اتوار کو اُن کو خط لکھوں اور جو ترجمہ انگریزی میں پڑھا ہے اُس کا خلاصہ اُردو میں کر کے اس میں درج کروں۔ چنانچہ اس طرح فہم قرآن کے علاوہ انگریزی بھی بہتر ہوتی گئی۔ اپنی اولاد در اولاد کو بھی قرآن کریم پڑھانے کے لئے خصوصی دعائیں اور کوششیں کیں۔ ایک بچہ کو قاعدہ شروع کروایا تو وہ جزم پر پہنچ کر بالکل اٹک گیا۔ یہ صورتحال آپ نے حضور پُرنُور کی خدمت میں بذریعہ خط عرض کر کے رہنمائی طلب کی تو حضور انور نے فرمایا کہ "گھبرائیں نہیں بعض بچے بعض خاص جگہ اٹکتے ہیں صرف سمجھا کر آگے گزر جانا چاہئے۔ عمر کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ خود ہی سمجھ آجائے گی"۔

☆ مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ لکھتے ہیں: مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کو قرآن کریم سے غیر معمولی محبت اور عشق تھا۔ یوں تو اس کا اظہار مختلف انداز سے ہوتا رہتا، کبھی آپ قرآن کریم کے نسخے کے اوپر دھری کوئی کتاب حتیٰ کہ کاغذ پنسل بھی دیکھتے تو فوراً اسے ہٹا دیتے کہ قرآن کریم کو ظاہری طور پر بھی سب سے اوپر ہونا چاہئے۔ ایک مرتبہ قرآن کریم طبع ہو کر آیا تو آپ نے پیکٹ میں سے ایک نسخہ نکالا اور اسے بے اختیار ہو کر چومنے لگے۔ آپ کا علم قرآن بھی آپ کے عشق قرآن کا مظہر تھا۔ آپ کو قرآنی مضامین پر ایسا مضبوط عبور حاصل تھا جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ معروف حوالے تو مرحوم کی نوک زبان پر ہوتے ہی تھے مگر دیگر مضامین بھی بڑی وضاحت کے ساتھ آپ کو مستحضر رہتے۔ اپنی کتب کی تصنیف کے دوران کتاب کے متن میں قرآنی مضامین کو نگینوں کی طرح جڑتے چلے جاتے تھے۔ عربی نہ جاننے کی وجہ سے آیات کی تلاش کے لئے بعض اوقات خاکسار سے مدد لیتے۔ آپ مطلوبہ مضمون مجھے بتاتے اور اس کا حوالہ پوچھتے۔ بہت مرتبہ ملتے جلتے مضامین والی آیات سامنے آتیں تو اس وقت تک چین سے نہ بیٹھتے جب تک عین وہ آیت نہ مل جاتی جس کا مضمون ان کے ذہن میں ہوتا۔ اس سے ان کی اس باریک نگاہ کا بھی اندازہ ہوتا ہے جو قرآنی مضامین پر تھی۔

قرآن کریم کی نمائشوں کے لئے آپ نے اپنی ذاتی لائبریری سے قرآن کریم کے بہت سے نادر نسخے مہیا کئے اور بعض بہت قدیم نسخے خریدنے کے لئے تلاش کر کے دیئے۔ ادرک کا استعمال بھی آپ کو اسی لئے بہت اچھا لگتا تھا کہ قرآن کریم میں اس کا ذکر آیا ہے۔

☆ حضرت سیٹھ عبداللہ دین صاحب احمدی ہونے سے قبل آغاخانی خیالات کے زیر اثر سمجھتے تھے کہ قرآن عربوں کے لئے تھا ہمیں اس کی ضرورت نہیں اس لئے قرآن مجید پڑھنا بھی چھوڑ چکے تھے مگر "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے پڑھنے سے آپ کے اندر زبردست تبدیلی رونما ہوگئی اور نہایت ولولہ اور شوق سے مطالعہ قرآن میں منہمک ہوگئے اور بالآخر احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل کرلی۔ آپ کے پوتے ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب فرماتے ہیں کہ: "بعد نماز فجر آپ ہم سے ترجمہ قرآن سنتے تھے۔ مَیں نے جب حفظ قرآن مجید مکمل کرلیا تو جس محبت و شفقت سے آپ نے اس عاجز سے معانقہ کیا اور پیار کیا وہ بیان سے باہر ہے اور اس خوشی میں آپ نے مجھے سو روپیہ بطور تحفہ عطا کیا"۔

☆ محترم صالح محمد الہ دین صاحب کے بارہ میں اُن کے بیٹے مکرم سلطان محمد الہ دین صاحب لکھتے ہیں: ابو کو قرآن مجید سے بے پناہ عشق لگاؤ تھا۔ اپنے والد محترم سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب کی خواہش پر آپ نے قرآن مجید حفظ کیا۔ نیز آپ کے نانا نے بھی آپ کی پیدائش سے قبل آپ کے حافظ قرآن بننے کی دعا کی تھی۔ چنانچہ آپ اپنے والد صاحب کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ہر روز اپنے گھر کے تہ خانہ میں جا کر قرآن کریم حفظ کرتے اور دس بارہ سال کے عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں حافظ قرآن بنا دیا۔ آپ کی تربیت میں گھر والوں کے علاوہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کا بھی اہم کردار تھا جو سکندر آباد میں درس قرآن دیا کرتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مَیں درس صالح محمد کے لئے دیتا ہوں۔ اور فرمایا کہ اُن کی خواہش ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ہی اپنا جانشین تیار کر کے دیکھ لیں۔ چنانچہ اُن کی وفات کے بعد آپ نے سکندر آباد میں التزام کے ساتھ درس قرآن کا اہتمام کیا۔ اور آپ کی ہجرت کے بعد خاکسار نے اسے جاری رکھا۔

آپ قرآن مجید کو کثرت سے پڑھتے بہت غور و فکر اور سائنسی ریسرچ کرتے، اس پر عمل کرتے اور ہمیں بھی توجہ دلاتے۔ وہ اکثر کہتے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور سائنس اللہ تعالیٰ کا فعل۔ ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہوسکتا۔ جب بھی کسی قرآنی آیت کے معارف انہیں سمجھ میں آتے وہ خلیفہ وقت کو لکھتے۔

☆ محترم حافظ عبدالکریم خان صاحب اپنے علاقہ میں قرآن کریم پڑھانے میں خاص امتیاز رکھتے تھے۔ بیسیوں احمدی بچوں اور بچیوں کے علاوہ سینکڑوں غیر از جماعت افراد کو بھی قرآن سکھایا۔ چنانچہ مخالفت کے باوجود نہایت احترام سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ نے یتیمی کی حالت میں قرآن کریم حفظ کیا اور پھر 50 سال تک خوشاب اور ربوہ میں قرآن کریم تراویح میں سنایا۔

☆ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ (چھوٹی آپا) کے بارہ میں محترمہ امۃ الکافی صاحبہ لکھتی ہیں: علی الصبح اکثر ناشتہ شروع ہی کیا ہوتا کہ لڑکیوں اور خواتین کا ترجمۃ القرآن سیکھنے کے لئے جمع ہونے کا آغاز ہو جاتا۔ دو اڑھائی گھنٹے یہ سلسلہ جاری رہتا اور سب کی باقاعدہ ریکارڈ بک بنائی جاتی تھیں۔ حاضری لگتی۔ حضور خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہجرت کے بعد سے MTA پر براہ راست ماہ رمضان میں قرآن مجید کا درس آنے تک تقریباً باقاعدگی سے اپنے گھر میں خاندان کی خواتین کو درس قرآن دیا کرتی تھیں۔ پہلے سے اس کی باقاعدہ ہر صبح تیاری کرتیں اور بعد نماز عصر یہ درس ہوتا۔

محترم سید میر محمود احمد صاحب فرماتے ہیں: حضرت مصلح موعودؓ کو قرآن مجید سے عشق تھا۔ یہ عشق حضرت چھوٹی آپا کو بھی ملا۔ خود تو قرآن پڑھتی تھیں نوٹس لیتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ترجمہ کلاس اور درس القرآن MTA پر باقاعدہ اور بڑے اہتمام سے سنتیں اور قرآن شریف ہاتھ میں ہوتا۔ قرآن مجید جس کو استعمال کرتی تھیں اس میں سو سو، دو دو سو صفحات کے فاصلہ سے آیات پر Cross ریفرنس ہے۔ بتاتی تھیں کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ان کو پڑھانے کے لئے قرآن شریف کے ایک درس کا سلسلہ شروع فرمایا تھا۔ بعض واقفین نے بھی اس درس میں شامل ہونے کی خواہش کی۔ چنانچہ حضور نے اوپر کمرہ میں یہ درس جاری کر دیا اور واقفین مسجد مبارک کی چھت پر بیٹھتے اور درس میں شامل ہوتے۔ ربوہ میں چھوٹی آپا صبح بہت سویرے لڑکیوں کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھانا شروع کر دیتی تھیں۔ یہ لڑکیاں مختلف محلوں سے آتی تھیں۔ ان کی شاگردوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔

☆ حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب کی اہلیہ محترمہ سرور جہاں صاحبہ محلہ میں بچوں کو قرآن کریم پڑھنے پڑھانے پر بہت زور دیتیں اور ہر سال ایک تقریب آمین کرواتیں جس میں ان بچوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی جنہوں نے قرآن کریم ختم کیا ہوتا۔ بچوں کی مائیں اور دوسری عورتیں بھی شامل ہوتیں۔

☆ حضرت حافظ فتح محمد صاحبؓ قرآن پاک کی تلاوت کرتے تو اپنی معصوم پوتی بی بی غلام سکینہ کو اپنی گود میں لے لیتے اور وہ اپنے دادا جان کی گود میں آپ کی غیر معمولی حسن قراءت کو ہمہ تن گوش ہو کر سنتی رہتیں۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میری اس پوتی (غلام سکینہ) کو قرآن پاک سے بے انتہا عشق ہوگا۔ آپ کا یہ فرمان بعد میں من و عن پورا ہوا۔ گاؤں بزدار کی آبادی تقریباً 25 ہزار نفوس پر مشتمل

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
June 01, 2018 – June 07, 2018

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 3875 6040

Friday June 01, 2018

00:00	World News
00:20	Dars-e-Ramadhan
00:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 73.
01:00	Masjid-e-Aqsa Rabwah
01:20	Hijrat
01:55	Seerat-e-Rasool
02:45	Tilawat
03:35	The Second Ashra Of Ramadhan
03:50	Khazain-ul-Mahdi
04:20	Darsul Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic.
06:00	Tilawat: Part 16, episode 2.
07:05	Dars-e-Ramadhan
07:20	The Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw)
07:40	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 4.
08:20	Prize Distribution Ceremony
09:15	Darsul Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses 146-149 of Surah Aale-Imraan, by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Session no. 100, recorded on March 6, 1993.
10:55	In His Own Words
11:30	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:30	Tilawat: Part 16, episode 3.
14:20	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih V (may Allah be his Helper)
14:30	Shotter Shondhane: Recorded on June 1, 2018.
16:35	Friday Sermon [R]
17:40	World News
18:00	Live Nashr-e-Ramadhan
18:45	Tilawat [R]
19:40	Noor-e-Mustafwi
20:15	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
21:15	Khilafat Turning Fear Into Peace
21:30	Friday Sermon: Recorded on June 1, 2018
22:45	Chef's Corner
23:15	Tilawat: Part 17, episode 1.

Saturday June 02, 2018

00:15	World News
00:45	Noor-e-Mustafwi
01:05	Dars-e-Ramadhan
01:20	Yassarnal Qur'an
01:45	Chef's Corner
02:30	Friday Sermon
03:40	Chef's Corner
04:20	Darsul Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses 146-149 of Surah Aale Imraan, by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Session no. 101, recorded on March 7, 1993.
06:05	Tilawat: Part 17, episode 2.
07:05	Dars-e-Ramadhan
07:20	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih V (may Allah be his Helper)
07:35	Al-Tarteel: Lesson no. 31.
08:05	International Jama'at News
09:00	Dua-e-Mustaja'ab
09:30	Darsul Qur'an [R]
11:05	Indonesian Service
12:10	Tilawat: Part 17, episode 3.
13:00	Dars-e-Ramadhan [R]
13:15	Al-Tarteel [R]
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Al-Saum
15:20	Khazain-ul-Mahdi
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:25	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih V (may Allah be his Helper) [R]
18:35	Tilawat [R]
19:30	The Visit Of Hazrat Khalifatul-Masih II (ra) To The UK
20:20	Dua-e-Mustaja'ab [R]
20:45	International Jama'at News [R]
21:35	Darsul Qur'an [R]
23:15	Tilawat: Part 18, episode 1.

Sunday June 03, 2018

00:10	World News
00:30	The True Concept Of Khilafat
01:00	Al-Tarteel
01:30	Islam Ahmadiyya In America
02:05	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih V (may Allah be his Helper)
02:30	Tilawat
03:30	Dua-e-Mustaja'ab
04:00	Al-Saum
04:30	Darsul Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses 147-149 of Surah Aale Imraan, by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Session no. 102, recorded on March 13, 1993.
06:00	Tilawat: Part 18, episode 2.
06:50	Dars-e-Ramadhan
07:05	Zinda Log: A documentary about the martyrs of Ahmadiyyat. Today's programme is based on Naveed Ahmad of Karachi.
07:25	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 4.
08:00	Roots To Branches
08:30	In His Own Words
09:00	Darsul Qur'an [R]
10:35	Zinda Log [R]
10:55	Indonesian Service
12:00	Tilawat: Part 18, episode 3.
13:00	Friday Sermon: Recorded on June 1, 2018.
14:10	Shotter Shondhane: Recorded on April 1, 2017.
15:15	Class With Huzoor And Students Of Jamia Ahmadiyya UK: Recorded on March 29, 2015.
17:20	Freedom Of Speech
18:00	World News
19:05	Tilawat [R]
20:20	Class With Huzoor And Students Of Jamia Ahmadiyya UK [R]
22:05	Darsul Qur'an [R]
23:40	Tilawat: Part 19, episode 1.

Monday June 04, 2018

00:35	World News
00:55	Dars-e-Ramadhan
01:10	Yassarnal Qur'an
01:35	Class With Huzoor And Students Of Jamia Ahmadiyya UK
03:15	In His Own Words
04:00	Tilawat
05:00	Friday Sermon: Recorded on June 1, 2018.
06:00	Tilawat: Part 19, episode 2.
06:55	Dars-e-Ramadhan
07:10	Al-Tarteel: Lesson no. 31.
07:40	International Jama'at News
08:30	Seerat-e-Rasool
09:05	Darsul Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses 147-149 of Surah Aale Imraan, by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Session no. 103, recorded on March 14, 1993.
10:35	Chef's Corner
11:00	Friday Sermon: Recorded on December 22, 2017
12:00	Tilawat: Part 19, episode 3.
12:55	Dars-e-Ramadhan [R]
13:05	Friday Sermon: Recorded on June 29, 2012.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Swahili Service
15:40	Hamara Aaqa
16:20	Seerat-e-Rasool [R]
17:00	Al-Tarteel [R]
17:40	World News
18:00	Live Nashr-e-Ramadhan
18:45	Tilawat [R]
19:45	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
20:20	Chef's Corner [R]
20:45	Blessings Of Ramadhan
21:30	Darsul Qur'an [R]
23:00	Tilawat: Part 20, episode 1.

Tuesday June 05, 2018

00:00	World News
00:20	In His Own Words
00:55	Al-Tarteel
01:30	Pakistan National Assembly 1974
02:30	Tilawat
03:30	Hamara Aaqa
04:10	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
04:35	Darsul Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses 147-149 of Surah Aale Imraan, by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Recorded on March 20, 1993.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Ramadhan
06:40	Yassarnal Qur'an
07:00	Liqa Ma'al Arab
08:05	Story Time
08:20	Attractions Of Australia
08:45	Class With Huzoor And Students Of Jamia Ahmadiyya UK: Recorded on March 29, 2015.
10:30	The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat [R]
12:20	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on June 1, 2018.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Class With Huzoor And Students Of Jamia Ahmadiyya UK [R]
16:50	In His Own Words
17:20	Islamic Jurisprudence
17:50	Yassarnal Qur'an [R]
18:10	World News
18:25	Tilawat
18:40	Rah-e-Huda: Recorded on June 2, 2018.
20:10	Class With Huzoor And Students Of Jamia Ahmadiyya UK [R]
21:55	Maidane Amal Ki Kahani
22:50	Liqa Ma'al Arab

Wednesday June 06, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:30	Dars-e-Ramadhan
00:50	Yassarnal Qur'an
01:10	Class With Huzoor And Students Of Jamia Ahmadiyya UK
02:55	In His Own Words
03:25	Islamic Jurisprudence
03:55	Liqa Ma'al Arab
05:00	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il: Recorded on June 14, 2017.
06:05	Tilawat
07:05	Dars-e-Ramadhan
07:35	Al-Tarteel: Lesson no. 31.
08:05	Blessings Of Ramadhan
09:00	The Concept Of Bai'at
09:15	Darsul Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses 147-149 of Surah Aale Imraan, by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Recorded on March 21, 1993.
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat
13:00	Friday Sermon: Recorded on June 1, 2018.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Live Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
16:10	In His Own Words [R]
16:45	Unscripted
17:15	The Third Ashra Of Ramadhan – 'Ten Days Of Acquiring Salvation'
17:40	World News
18:00	Live Nashr-e-Ramadhan
18:45	Tilawat
19:45	The Concept Of Bai'at [R]
20:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
21:35	Darsul Qur'an [R]
23:15	Tilawat: Part 22, episode 1.

Thursday June 07, 2018

00:15	World News
00:35	Dars-e-Ramadhan
01:00	Al-Tarteel
01:30	The Third Ashra Of Ramadhan – 'Ten Days Of Acquiring Salvation'
01:50	The Concept Of Bai'at
02:30	Tilawat
03:30	Unscripted
04:00	The Third Ashra Of Ramadhan
04:25	Darsul Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses 147-149 of Surah Aale Imraan, by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Recorded on March 21, 1993.
06:00	Tilawat: Part 22, episode 2.
06:45	Dars-e-Ramadhan
07:00	The Third Ashra Of Ramadhan
07:20	Yassarnal Qur'an
07:50	Beacon Of Truth: Recorded on January 21, 2018.
08:40	In His Own Words
09:15	Darsul Qur'an: : An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic.
11:25	Japanese Service
12:00	Tilawat: Part 22, episode 3.
13:00	Friday Sermon: Recorded on June 1, 2018.
14:05	Beacon Of Truth [R]
14:55	In His Own Words [R]
15:30	Persian Service
16:00	Friday Sermon [R]
17:05	Hijrat
17:40	World News
18:00	Live Nashr-e-Ramadhan
18:55	Tilawat
20:25	Islam Ahmadiyya In America
21:00	Khazain-ul-Mahdi
21:30	Darsul Qur'an [R]
23:35	Tilawat: Part 23, episode 1.

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 25 | Friday 01 June 2018 | Issue No. 22

جماعت احمدیہ سپین کے 30ویں جلسہ سالانہ (2017ء) کا بابرکت انعقاد

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

سپینش، عربی اور اردو زبان میں علمی و تربیتی موضوعات پر تقاریر۔ سرکاری نمائندوں، ممبران پارلیمنٹ، جرنلسٹس، پروفیسرز اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے غیراز جماعت مہمانان کی شرکت

جماعتی لٹریچر اور قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم اور جماعت سپین کی تاریخی تصاویر کی دیدہ زیب نمائش۔

رپورٹ: محمد انس احمد۔ مربی سلسلہ سپین

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ سپین کو اپنا 30 واں جلسہ سالانہ مورخہ 13و14 اکتوبر 2017ء کو مسجد بشارت پیدروآباد میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ سے قبل وقارعمل کے ذریعہ مشن ہاؤس کی صفائی، لنگرخانہ، رہائش، زنانہ جلسہ گاہ اور نمائش کے لئے مارکی کے ساتھ دیگر کام کئے گئے۔

مکرم حمید نذیر صاحب نائب امیر سپین نے افسر جلسہ سالانہ کے فرائض انجام دیئے۔ اس سال جلسہ میں شمولیت کے دعوت نامے اخبار میں چھپوائے گئے اور اسی طرح مقامی ریڈیو چینل پر بھی جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ اسی طرح دارالحکومت اور ملک کی مختلف اہم شخصیات سے رابطے کیے اور انہیں جلسے میں شامل ہونے کی دعوت دی۔

مہمانوں کی آمد جلسہ سالانہ سے ایک دن قبل جمعرات سے ہی شروع ہوگئی تھی۔ جلسہ سالانہ میں مکرم عصام الخسی صاحب صدر جماعت مراکش بھی تشریف لائے۔ اسی طرح اس جلسہ میں یوکے اور جماعتی سنٹر سے ملحق علاقوں میں بسنے والے احمدی وغیر احمدی افراد کے علاوہ جماعتی انتظام و ذاتی انتظام کے تحت سپین کی پانچ مختلف جماعتوں سے احباب جماعت وغیراز جماعت احباب طویل سفر اختیار کر کے جلسہ میں شامل ہوئے۔

جلسہ کا پہلا دن

جلسہ گاہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لندن سے خطبہ جمعہ براہ راست ایم ٹی اے پر سنا۔ اس کے ساتھ ہی خطبہ کے لائیو سپینش ترجمہ کا انتظام بھی تھا جس سے غیراز جماعت احباب بھی مستفیض ہوئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کے بعد مقامی طور پر خطبہ دیا گیا۔

نماز جمعہ کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے کے بعد پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ مکرم عبدالرزاق صاحب امیر جماعت سپین نے جماعتی پرچم لہرایا اور مکرم حمید نذیر صاحب صدر انصاراللہ نے سپین کا قومی جھنڈا لہرایا۔

پہلے سیشن کا آغاز تقریباً پانچ بجے مکرم امیر صاحب کی زیرصدارت ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و ترجمہ و نظم کے بعد مکرم امیر صاحب نے جلسہ سالانہ سپین کے موقعہ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا موصول شدہ پیغام احباب جماعت کو پڑھ کر سنایا۔

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

پیارے احباب جماعت احمدیہ سپین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ سپین کو اپنا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی سعادت مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس جلسہ کو خیروبرکت کا باعث بنائے اور اس کی علمی و روحانی برکات سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں نے انصاراللہ یوکے کے اجتماع کے موقع پر ان کو ایک اہم اور بنیادی چیز کی طرف توجہ دلائی تھی جو اسلام کا بنیادی رکن ہے اور ہر مومن مسلمان پر فرض ہے۔ یہ بنیادی چیز نماز ہے۔ قرآن کریم نے بار بار اس کی تاکید کی ہے۔ آپ کے اس جلسہ سالانہ پر بھی میرا آپ کو یہی پیغام ہے کہ جماعت کا ہر ممبر نماز باجماعت قائم کرنے والا بن جائے۔ اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بننے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عبادت کا حق ادا کیا جائے اور نماز عبادات کی ایک بہترین شکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا اعلیٰ ذریعہ ہے اور مومن کی روحانی زندگی کی حفاظت کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی وہ طاقت ہے جس کے بل بوتے پر احمدیت نے دنیا میں اسلام کو غالب کرنا ہے۔ یہی وہ ذریعہ ہے جس کے ذریعہ احمدیت کی گاڑی رواں دواں رہے گی۔

آپ جو اس جلسہ کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں یہ عہد کریں کہ نماز اپنے وقت پر ادا کریں اور سوائے ان ضروریات کے جن میں اللہ تعالیٰ اجازت دیتا ہے نمازیں جمع نہ کریں۔ میں نے پہلے بھی اس طرف کئی دفعہ توجہ دلائی ہے کہ کوشش کریں کہ مسجد جا کر باجماعت نماز ادا کی جائے۔ اگر مسجد نہیں ہے تو نماز سنٹر بنائیں اور وہاں احمدی اکٹھے نماز ادا کریں۔ گھروں میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ نماز باجماعت کا اہتمام کریں۔ اپنے گھروں کو اس طرح سجائیں کہ وہ عبادات اور ذکر الٰہی سے معمور ہو جائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی روشنی میں نماز کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ یہ ہے کہ نماز ایسی چیز ہے جو اگر زور لگا کر اور توجہ کے ساتھ کھڑی نہ کی جائے تو گر پڑے گی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قرآن کریم میں جو بار بار کہا گیا ہے نماز کو کھڑا کرو اور بڑی کثرت کے ساتھ مختلف طریق پر بیان کیا گیا ہے اس سے اس طرف توجہ دلانی مقصود ہے کہ نماز از خود کھڑی نہیں ہوا کرتی۔ جب بھی آپ اس سے غافل ہو گئے یہ گر پڑے گی۔ اس لئے خصوصیت کے ساتھ ہر احمدی کو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی ہے۔ سارے نظام کو نماز باجماعت کو اولیت دینی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”نماز ایسی شئے ہے کہ اس کے ذریعہ سے آسمان انسان پر جھک پڑتا ہے۔ نماز کا حق ادا کرنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ میں مر گیا اور اس کی روح گداز ہو کر خدا کے آستانہ پر گر پڑی ہے۔۔ جس گھر میں نماز ہوگی وہ گھر تباہ نہ ہوگا۔۔۔ اس کا حکم ہر روز پانچ دفعہ ادا کرنے کا ہے۔ اس لئے جب تک پوری پوری نماز نہ ہوگی تو وہ برکات بھی نہ ہوں گی جو اس سے حاصل ہوتی ہیں اور نہ اس بیعت کا فائدہ ہوگا۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 627۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

دوسری اہم چیز حقوق العباد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ اس کے بندوں کے حقوق بھی ادا کریں اور وہ آپ اس طرح بھی ادا کر سکتے ہیں کہ آپ ان کو تبلیغ کریں، اسلام کے پُرامن پیغام سے آگاہ کریں اور اپنا عملی نمونہ ان کے سامنے پیش کریں۔ اسلام کی حسین تعلیمات سے ان کو آگاہ کریں۔ دوسرے مسلمانوں نے اپنی حرکات سے جو اسلام کو نقصان پہنچایا ہے آپ اپنے نمونہ سے اس کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کا بہت احسان ہے کہ آپ کو خلافت کی نعمت سے نوازا ہے جو دائمی ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔ یہ خلافت جو ہر دم آپ کی راہنمائی کرتی ہے اور اسلام کا دفاع کر رہی ہے اس کی اطاعت اور راہنمائی میں آپ بھی اپنے قدم آگے بڑھائیں اور اسلام احمدیت کی حسین تعلیمات کو سپین میں پھیلائیں اور ان کو احمدیت میں شامل کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے۔ اللہ آپ کو ایمان اور ایقان میں بڑھائے۔ اللہ آپ پر اپنے بے شمار فضل نازل فرمائے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

....

اس کے ساتھ ہی مکرم عبدالسلام چارلس صاحب نائب امیر سپین نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیغام کا سپینش زبان میں ترجمہ پڑھ کر سنایا۔

پہلے سیشن میں تین مختلف زبانوں اردو، سپینش اور عربی میں تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر اردو زبان میں مکرم عبدالصبور نعمان صاحب مبلغ انچارج نے بعنوان ”

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں